نمبر ۱۰۲ | مورخہ ۲۶ فروری سنہ ۱۹۳۳ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۳۰ شوال سنہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ڈاکٹری رپورٹ اور دیگر اطلاعات آمدہ از راجپورہ درج ذیل ہیں

۲۱- فروری بوقت ۷ بجے شام - حضور کی طبیعت کل ناساز رہی - [illegible] کے پچھلے حصہ میں درد رہا - اور حرارت بھی رہی - آج خدا کے فضل سے طبیعت بہت اچھی ہے - کھانسی کو بھی آرام ہے - بخار بھی نہیں - اور انتڑیوں کا درد بھی کم ہے ؛

۲۳- فروری بوقت ۱۰ بجے صبح - حضور کی طبیعت آج رات پھر خراب رہی - سر میں درد کی شکایت تھی - اور صبح کی تکلیف تھی - اللہ تعالےٰ صحت عطا فرمائے ؛

حضرت ام المومنین علیہا السلام کی کوٹھی واقعہ محلہ دار الانوار کی بنیاد رکھنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۲۳- فروری کو بذریعہ موٹر راجپورہ سے تشریف لائے - اور ۱۲ بجے کے قریب واپس تشریف لے گئے ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

شفیع کون ہو سکتا ہے

(از الحکم ۲۸- فروری سنہ ۱۹۰۲ء)

"شفیع کا لفظ شفع سے نکلا ہے - جس کے معنے جُفت کے ہیں - اس لئے شفیع وہ ہو سکتا ہے - جو دو مقامات کا مظہر اتم ہو - یعنی مظہر کامل لاہوت اور ناسوت کا ہو - لاہوتی مقام کا مظہر کامل ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کا خدا کی طرف صعود ہو - وہ خدا سے حاصل کرے - اور ناسوتی مقام کے مظہر کا یہ مفہوم ہے - کہ مخلوق کی طرف اس کا نزول ہو - جو خدا سے حاصل کرے - وہ مخلوق کو پہونچا دے - اور مظہر کامل ان مقامات کا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں - اسی کی طرف اشارہ ہے ؛

دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ؛

ہم دعوے سے کہتے ہیں - کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدوں کامل حصہ مقام لاہوت کا کسی نبی میں نہیں آیا - اور ناسوتی حصہ چاہتا ہے بشری لوازم کو ساتھ رکھے - اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یہ ساری باتیں پوری پائی جاتی ہیں - آپ نے شادیاں بھی کیں - بچے بھی ہوئے - دوستوں کا زمرہ بھی تھا - فتوحات کر کے اختیاری قوتوں کے ہوتے ہوئے انتقام چھوڑ کر رحم کر کے بھی دکھایا - جب تک انسان کے پیرایہ پورے نہ ہوں - وہ پوری ہمدردی نہیں کر سکتا - اس حصہ اخلاق فاضلہ میں وہ ناتکمل رہے گا - مثلاً جس نے شادی ہی نہیں کی - وہ بیوی اور بچوں کے حقوق کی کیا قدر کر سکتا ہے - اور ان پر اپنی شفقت اور ہمدردی کا کیا نمونہ دکھا سکتا ہے - رہبانیت ہمدردی کو دور کر دیتی ہے - اور یہی وجہ ہے - کہ اسلام نے رہبانیت کو نہیں رکھا - غرض کامل شفیع وہ ہو سکتا ہے - جس میں یہ دونوں حصے کامل طور پر پائے جائیں ؛"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی ممالک کی خبریں

اور اہم کوائف

پایۂ تخت نجد کی ترقی

عربی اخبارات راوی ہیں۔ کہ نجد کے پایۂ تخت ریاض کی آبادی بہت ترقی پر ہے۔ نہایت عالی شان عمارات تعمیر کی جا رہی ہیں۔ حکومت کے ادارات کے لئے بھی شاندار عمارتیں تیار ہو رہی ہیں۔

ٹرکی میں اخراجات شادی میں تخفیف

استنبول کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ یہاں شادی کے موقعہ پر اخراجات میں تخفیف کی تحریک عملی صورت اختیار کر رہی ہے۔ اور دیہات تک اس کا اثر ہو رہا ہے۔ لڑکیاں خود بخود نہایت سادگی کے ساتھ نکاح کرا لیتی ہیں۔ اور دوسرے ہی روز اپنے روزمرہ کے کام میں مصروف ہو جاتی ہیں۔

برطانیہ کے نائب وزیر پرواز بغداد میں

بغداد کی تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ برطانیہ کے نائب وزیر پرواز یہاں آئے ہیں۔ ان کی آمد کا مقصد یہ ہے۔ کہ عراق کے ساتھ ہوائی جہازوں کی آمد و رفت کے متعلق رستہ تجویز کرنے کے لئے کوئی سمجھوتا کیا جائے۔

اینگلو پرشین آئیل کمپنی کا قضیہ

لنڈن سے ۱۶۔ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ اس قضیہ کو نپٹانے کے لئے کمپنی ہذا کے صدر سر جان کڈمین نائب صدر اور مشیر قانونی کی معیت میں طہران روانہ ہو گئے۔

ترکی کی صنعت پارچہ بافی

استنبول کی مجلس تجارت کے شائع کردہ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ملک میں صنعت پارچہ بافی اب اس قدر ترقی کر گئی ہے۔ کہ ملک کی نصف ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ ریشمی پارچہ بافی میں اس قدر ترقی ہو چکی ہے۔ کہ باہر سے منگوانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ آئندہ دس سال تک ملک کے لئے جس قدر کپڑا درکار ہے۔ وہ ترکی میں ہی تیار ہو سکے گا۔

ایران میں ریلوے کی توسیع

ایرانی پارلیمنٹ نے وزارت مالیہ کو اجازت دی ہے۔ کہ ملک کے جنوبی حصہ میں ریلوے لائن تعمیر کرنے اور شہر صلح آباد تک لے جانے کے لئے دس ملین ریال خرچ کر سکتی ہے۔

فنانس منسٹر تیمور تاش کو معافی

شاہ ایران نے اینگلو آئیل پرشین کمپنی کے قضیہ کے سلسلہ میں اپنے وزیر مالیات تیمور تاش کو برطرف کر دیا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ان کا قصور معاف کر کے شاہی معافی دے دی ہے۔

افغانستان کے لئے اطالوی ماہر مالیات

کابل کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ ملک کی مالیات میں اضافہ اور اس محکمہ کی خامیوں کو دور کرنے کے لئے حکومت افغانستان نے ایک اطالوی ماہر مالیات کی خدمات حاصل کی ہیں۔ جو کابل پہنچ چکا ہے۔

امیر زید بغداد میں

شریف حسین کے فرزند امیر زید سفیر عراق متعینہ انگورہ حکومت کے ایماء سے بغداد آئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ عراق و ترکی کے تعلقات کے سلسلہ میں بعض اہم سیاسی معاملات پر مشورہ کرنے کے لئے حکومت نے انہیں بلایا ہے۔

عراق کے لئے ہوائی جہازوں کا آرڈر

برطانوی انتداب سے آزادی حاصل کرنے کے بعد حکومت عراق اپنے استحکام کی طرف پوری طرح متوجہ ہو رہی ہے۔ چنانچہ ایک برطانی کمپنی کو آرڈر دے دیا گیا ہے۔ کہ جلد از جلد جنگی ہوائی جہاز بہم پہنچائے۔

شام کو ارمینیوں کا قومی وطن بنانے کی تحریک

معاصر جامعہ اسلامیہ کا بیان ہے۔ کہ فلسطین کو یہودیوں کا قومی وطن بنانے کے بعد اب یہ تجویز ہو رہی ہے۔ کہ شام کو ارمینیوں کا قومی وطن بنایا جائے۔ ارمینیوں کی ایک مجلس نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا عنوان ہے۔ "ہم اور شام" اگرچہ فرانسیسی ہائی کمشنر متعینہ بیروت نے اس کتاب کا داخلہ فرانسیسی نو آبادیات میں ممنوع قرار دے دیا ہے۔ تاہم بعض حلقوں میں اس تحریک کو خطرناک خیال کیا جاتا ہے۔ اور اس امتناعی حکم کو بھی ظاہر داری پر محمول کیا جا رہا ہے۔

مسلمانان ٹیونس کی حالت زار

معاصر جامعہ اسلامیہ کا نامہ نگار متعینہ ٹیونس لکھتا ہے کہ فرانسیسی سیاست کی وجہ سے مسلمانوں کی حالت زار ہو رہی ہے۔ مغرب اقصیٰ کی طرح یہاں بھی افلاس عام ہے۔ تجارت تباہ ہو گئی ہے۔ غیر ملکی سامان اس کثرت سے آ رہا ہے۔ کہ ملکی صنعتیں دم توڑ رہی ہیں۔ مسلمان اس آفت کے مارے حکام کے پاس جاتے ہیں۔ لیکن وہ کوئی توجہ نہیں کرتے۔ اور اپنے عیش و آرام میں مگن ہیں۔

صدر جمہوریہ ٹرکی کا تازہ حکم

ٹائمز کا نامہ نگار لنڈن سے اطلاع دیتا ہے کہ بروصہ میں جو شورش ہوئی تھی۔ اس کے بواعث کی تحقیقات کرنے کے بعد کمال پاشا نے حکم دیا ہے کہ اگر کوئی آدمی ترکی زبان میں قرآن کے علاوہ عربی میں قرآن کی کاپی اپنے پاس رکھے گا۔ تو وہ مستوجب سزا ہوگا۔

للتبلیغ

دوسرا یوم التبلیغ

تمام غیر مسلموں خصوصاً ہندوؤں کو تبلیغ اسلام کی جائے

۵۔ مارچ کو جو یوم التبلیغ مقرر کیا گیا ہے۔ اس میں غیر مسلموں خصوصاً ہندوؤں کو دعوت اسلام دینا ہے۔ یعنی یہ دن غیر مسلموں میں تبلیغ کرنے کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلا یوم التبلیغ غیر احمدیوں میں تبلیغ کرنے کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ احباب اس بات کو اچھی طرح نوٹ کر لیں۔ اور اس کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ ذرائع و طریقے تبلیغ کے ابھی سے مقرر کر کے اطلاع دیں۔ کہ کون کون دوست کس کس طریقے سے اس دن تبلیغ کریں گے۔

اس قسم کی فہرستیں بنا کر بہت جلد مجھے بھجوا دیں۔ تا کہ یہ انتظام ہو سکے۔ کہ اس دن کوئی احمدی تبلیغ کرنے سے محروم نہ رہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

ریویو آف ریلیجنز اردو

اردو ریویو جو خریداران رسالہ کو ۵۔ مارچ پہنچا دینے کی کوشش کی جائے گی چھپ رہا ہے۔ اس میں ایک مضمون (۱) آریہ سماج کے بنیادی اصولوں کے متعلق ہے۔ (۲) ایک سکھ مذہب کے متعلق (۳) حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت عیسےٰ و حضرت موسےٰ علیہما السلام کا باہمی موازنہ ہے۔ (۴) سات دلائل قرآن مجید کی آیات و بائیبل کی آیات کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق ہے۔ غرض یہ رسالہ ۵۔ مارچ کو تبلیغ میں نہایت کارآمد اور غیر مسلم (ہندو۔ سکھ۔ عیسائی) دوستوں کو تحفہ دینے کے قابل ہے۔ قیمت فی پرچہ ۴ر ٹکٹ بھیجکر ۵۔ مارچ سے پہلے منگوا لیجئے۔ ایک روپیہ کے ۵۔ رسالے ۱؎ پتہ:۔ مہتمم طبع و اشاعت۔ قادیان

145
Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

ڈاکٹر امبیدکار کو گاندھی جی کا مایوس کن جواب

صحیح انسانی مساوات سوائے اسلام کے اور کسی مذہب میں نہیں

اچھوت اقوام کو جماعت احمدیہ کی طرف سے دعوت اسلام

ڈاکٹر امبیدکار نے جن کی اچھوت اقوام کے واحد ذمہ دار لیڈر کی حیثیت کو گاندھی جی اور ان کے رفقا معاہدہ پونہ کے وقت تسلیم کر چکے ہیں۔ اور محض ان کی رضامندی حاصل کرکے گاندھی جی فاقہ کشی کے بھنور سے نکل چکے ہیں۔ انہوں نے گاندھی جی سے ان کے اچھوتوں کے متعلق اختیار کردہ طریق عمل کے بارے میں جو صاف صاف باتیں کہی ہیں۔ اور اچھوتوں سے حقیقی ہمدردی کرنے۔ اور ان کی ترقی میں امداد دینے کے جو طریق بتائے ہیں۔ ان کا کسی قدر ذکر گزشتہ پرچہ میں کیا جا چکا ہے۔ اب اسی سلسلہ میں ان کی کچھ اور باتیں پیش کی جاتی ہیں :۔

ڈاکٹر امبیدکار کا سوال گاندھی جی سے

ڈاکٹر امبیدکار نے وضاحت کے ساتھ یہ بتاتے ہوئے کہ اچھوت اقوام مندروں میں داخلہ کی طرح کی کھوکھلی چیز کو کوئی وقعت دینے کے لئے تیار نہیں۔ گاندھی جی اور ان کے ہم خیال ہندوؤں سے ایک نہایت معقول سوال کیا ہے۔ جو یہ ہے :۔

"مہاتما گاندھی اور ہندو بتائیں۔ کہ مندروں میں داخلہ کی تہ میں کیا مقصد کام کر رہا ہے۔ کیا ہندو سماج میں دلت جاتیوں کی مجلسی حیثیت کی ترقی میں مندروں میں داخلہ آخری منزل مقصود ہے، یا کیا ابتدائی قدم ہے۔ اگر یہ ابتدائی قدم ہے۔ تو پھر آخری منزل کیا ہے؟" (پرتاپ ۱۶ فروری)

سوال کی تشریح

اس کے بعد خود ہی اپنے سوال کے دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے لکھا ہے۔ "اگر یہ آخری منزل مقصود ہے۔ تو "آخری منزل کے طور پر دلت جاتیاں کبھی اس کی تائید نہیں کر سکتیں۔ درحقیقت وہ نہ صرف مندروں میں داخلہ کے حق کو ہی ٹھکرا دینگی۔ بلکہ پھر وہ یہ خیال کریں گی۔ کہ ہندو سماج نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔ اور اب وہ اپنی قسمت کسی دوسری جگہ تلاش کرنے کے لئے آزاد ہیں" لیکن اگر یہ ابتدائی قدم ہے۔ تو "گاندھی جی۔ اور دیگر ریفارمر اس امر کی وضاحت کر دیں۔ کہ انہوں نے دلت جاتیوں کی ترقی کے لئے کونسی منزل مقصود سامنے رکھی ہوئی ہے۔"

اچھوت جاتیوں کی منزل مقصود

چونکہ ڈاکٹر امبیدکر کو شبہ تھا۔ کہ گاندھی جی۔ اور ان کے ساتھی اس سوال کا کوئی صاف جواب نہ دیں گے۔ اور کوشش کرینگے کہ گومگو میں بات رکھ کر اچھوتوں کے نام نہاد خیر خواہ اور ہمدرد بنے رہیں۔ اس لئے انہوں نے ضروری سمجھا۔ کہ خود ہی اچھوت جاتیوں کی منزل مقصود بتا کر دریافت کرلیں۔ کہ گاندھی جی کے پیش نظر بھی منزل مقصود ہے۔ یا نہیں۔ اور وہ اچھوت اقوام کو اس منزل تک پہونچانے میں مدد دے سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ چنانچہ انہوں نے لکھا۔ کہ

"تمام متعلقین کے لئے میں دلت جاتیوں کی منزل مقصود کو بھی یہاں بیان کئے دیتا ہوں۔ دلت جاتیاں جو کچھ چاہتی ہیں۔ وہ ایسا مذہب ہے۔ جو انہیں مساوی مجلسی درجہ دے سکے کسی غلط فہمی کو روکنے کے خیال سے میں ان مجلسی برائیوں میں جو دنیادی اسباب کا نتیجہ ہیں۔ اور ان برائیوں میں جو ایک ہی مذہب کے مختلف فرقوں کے متعلق روا رکھی جاتی ہیں۔ فرق بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ مہذب سوسائٹی میں مجلسی برائیوں کے لئے کسی قسم کا جواز نہیں ہوسکتا۔ مگر اس سے بڑھ کر بری بات کوئی نہیں ہوسکتی۔ کہ مذہبی بنا پر مسلمہ مذہبی برائیوں کو حق بجانب ٹھیرانے کی کوشش کی جائے۔ اس وقت دلت جاتیوں کے ساتھ ہندوؤں کی طرف سے جو بے انصافیاں روا رکھی جا رہی ہیں بشرطیکہ انہیں دور کرنے میں وہ کامیاب نہ ہوسکیں۔ مگر انہوں نے ایسے مذہب کو جو ان بے انصافیوں کے جاری رکھنے پر مصر ہوگا۔ برداشت نہ کرنے کا عزم کرلیا ہے، اگر ہندو دھرم ان کا دھرم بنتا ہے۔ تو پھر یہ مجلسی مساوات کا دھرم ہونا چاہئے۔ صرف مندروں میں داخلہ کی اجازت۔ اسے مساوات یا مجلسی حیثیت کا مذہب نہیں بنا سکتی۔ اسے یا تو دلت جاتیوں کو ہندو جاتی کا انگ شمار کرنا چاہیئے۔ یا پھر یہ کہدینا چاہیئے۔ کہ وہ اس کا حصہ نہیں ہیں۔"

ہندو جاتی میں مساوات نہیں

اچھوت جاتیوں کے مقصد اور مدعا کی وضاحت کر دینے اور یہ بتا دینے کے بعد کہ وہ کونسی منزل مقصود پر پہونچنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ اور اس کی خاطر رستہ کی ہر روک ہٹا کر پرے پھینک دینے کے لئے تیار ہیں۔ ڈاکٹر امبیدکر نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ موجودہ ہندو دھرم قطعاً اس قابل نہیں۔ کہ اس میں اچھوت اقوام کو مساوات کا درجہ حاصل ہوسکے۔ اور ہندوؤں کے صرف زبانی یہ کہدینے سے کہ ہندو جاتی اچھوتوں کو اپنا انگ تسلیم کرتی ہے۔ انہیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ لکھا ہے :۔

"اگر یہ کہہ بھی دیا جائے۔ کہ ہندو جاتی اچھوتوں کو اپنا انگ تسلیم کرتی ہے۔ تو اس سے بھی کیا بنے گا۔ کیا اس طرح ہندو دھرم میں مساوات آجائے گی۔ جب تک ہندوؤں میں برہمن کھشتری ویش۔ اور شودر کی تقسیم موجود ہے۔ تب تک وہ اچھوتوں کو ہندوؤں میں داخلہ کی اجازت دے کر مجلسی مساوات کا مذہب کس طرح بن سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے، کہ اسے چتر ورن کی لعنت سے آزاد کیا جائے۔"

گاندھی جی کا جواب

خلاصہ یہ کہ ڈاکٹر امبیدکار نے اچھوت اقوام کے قائم مقام اور ذمہ دار نمائندہ کی حیثیت سے گاندھی جی سے دریافت کیا ہے۔ کہ وہ اچھوت اقوام کو مذہبی لحاظ سے مساوی مجلسی درجہ دینے اور ہندو دھرم سے برہمن۔ کھشتری۔ ویش۔ اور شودر کا امتیاز مٹانے کے لئے تیار ہیں۔ یا نہیں۔ گاندھی جی نے اس کے جواب میں اول تو حسب معمول اچھوتوں کی مظلومیت پر خوب آنسو بہائے ہیں۔ پھر اپنی وہ خدمات پیش کی ہیں۔ جو اچھوتوں پر اپنی ہمدردی کا اظہار کرنے کے لئے کرتے رہے ہیں۔ لیکن اس کے بعد صاف طور پر کہدیا ہے۔ کہ "میں اس حد تک نہیں جا سکتا جس حد تک ڈاکٹر امبیدکر مجھے لے جانا چاہتے ہیں۔" (پرتاپ ۱۶ فروری) کیوں؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی وجہ بھی انہوں نے خود ہی بتا دی ہے۔ اور وہ یہ کہ "میں ہندو ہوں" اور "میں ورن آشرم (یعنی برہمن۔ کھشتری۔ ویش۔ شودر کی تقسیم) کو ہندو دھرم کا ایک ضروری جزو سمجھتا ہوں" آگے اس تقسیم کو ضروری قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:-

"آج کل تمام لوگوں کے واسطے خدمت کا دروازہ کھلا ہے۔ جو روحانی مقاصد کے لئے ورن آشرم دھرم کی سکیم میں شامل ہے۔ صرف خدمت کے ذریعہ ہی روحانی علم۔ اور اس کی حفاظت کے لئے طاقت کو از سر نو زندہ کیا جا سکتا ہے۔ جن کے پاس یہ علم ہوگا۔ اور وہ اسے سوسائٹی کے بھلے کے لئے استعمال کریں گے۔ وہ براہمن ہوں گے۔ وہ لوگ جو اس طاقت کو سماج کے بھلے کے لئے استعمال کریں گے۔ کھشتری ہوں گے۔ وہ لوگ جو دولت سوسائٹی کے لئے لگا دیں گے۔ ویش ہوں گے۔ ان تمام کو حقیقی خدمت کے لئے اچھوتوں پر انحصار رکھنا پڑے گا"

ورن آشرم اور ہندو دھرم

گاندھی جی "ورن آشرم" کو ضروری ثابت کرتے ہوئے خواہ کس قدر منطق چھانٹیں۔ اور کتنے ہی پیچیدہ الفاظ میں اس کا ذکر کریں۔ بات صاف ہے۔ کہ وہ "چتر ورن" جو اچھوت اقوام کے نزدیک "لعنت" ہے۔ اور جس کے متعلق ان کے لیڈر ڈاکٹر امبیدکر نے اپنے اعلان میں لکھا ہے۔ کہ "یہ چتر ورن ہندو دھرم ہی تمام مجلسی اونچ نیچ کے لئے ذمہ وار ہے۔ نیز ذات پات اور چھوا چھوت کی جڑ ہے۔ جب تک یہ چتر ورن دور نہیں ہوگا تب تک دلت جاتیاں نہ صرف مندروں میں داخلہ کو ٹھکرا دیں گی۔ بلکہ وہ ہندو عقیدہ کو ہی خیرباد کہہ دیں گی۔ کیونکہ چتر ورن۔ اور ذات پات دلت جاتیوں کی خود داری کے خلاف ہیں"۔ اسے گاندھی جی "ہندو دھرم کا ایک ضروری جزو سمجھتے" ہیں۔ اور اسے دور کرنے سے انہوں نے صاف الفاظ میں انکار کر دیا ہے۔ پھر اس انکار پر انہیں اس قدر اصرار ہے۔ کہ ڈاکٹر امبیدکر کے ان الفاظ کے جواب میں۔ کہ "جب تک چتر ورن دور نہیں ہوگا۔ تب تک دلت جاتیاں نہ صرف مندروں میں داخلہ کو ٹھکرا دیں گی۔ بلکہ وہ ہندو عقیدہ کو ہی خیرباد کہہ دیں گی"۔ صاف الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ "سوسائٹی کے لئے شودر بھی ویسا ہی ضروری ہے۔ جیسا برہمن" میں ڈاکٹر امبیدکر سے درخواست کروں گا۔ کہ وہ ہندوؤں کو جتنا برا کہیں۔ کہیں۔ مگر ہندو دھرم کو اس کا مطالعہ کئے بغیر نہ کوسیں۔ اور اگر ہندو دھرم ضرورت کے وقت ان کی تسلی نہ کر سکے۔ تو بے شک اسے چھوڑ دیں" (پرتاپ ۸ فروری)

گاندھی جی کے جواب کی تشریح

گاندھی جی کے اس جواب کا جو انہوں نے ڈاکٹر امبیدکر کو ایسی حالت میں دیا ہے۔ جبکہ وہ شودروں کی طرف سے یہ مطالبہ کر رہے تھے۔ کہ ان کو بھی دوسرے انسانوں کے مساوی درجہ دیا جائے سوائے اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ گاندھی جی کے نزدیک شودروں کو ہندو دھرم میں دوسروں کی خدمت گاری کے فرائض ادا کرنے۔ اور ان کی غلامی میں زندگی بسر کرنے کے سوا کوئی درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ ان کا نہایت ہی پر از تحقیر نام بھی نہیں بدلا جا سکتا۔ اگر ان کو یہ غلامی منظور نہ ہو۔ تو بے شک ہندو عقیدہ کو خیرباد کہہ دیں۔ اور ہندو جاتی سے علیحدگی اختیار کر لیں گویا گاندھی جی نے اپنے دل کی بات کہہ دی۔ اب اچھوتوں کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ انہیں پہلے کی طرح ہی اچھوت کہلاتے ہوئے ذلت اور غلامی کی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ یا اپنی انسانیت کا احترام کرتے ہوئے ہندو جاتی کو خیرباد کہہ کر ایسے مذہب میں داخل ہو جانا چاہیئے۔ جو انہیں مساوات کے درجہ پر پہونچا سکے:

ڈاکٹر امبیدکر اپنا فیصلہ نافذ کریں

ڈاکٹر امبیدکر نے اپنے سوال کا جواب گاندھی جی سے سن لیا۔ اور انہیں معلوم ہو چکا۔ کہ گاندھی جی ورن آشرم۔ اور چتر ورن میں ایک ذرہ بھر بھی تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں ایسی حالت میں وہ اپنے جس فیصلہ کا اعلان کر چکے ہیں۔ اور جو یہ ہے کہ "دلت جاتیاں نہ صرف مندروں میں داخلہ کو ٹھکرا دیں گی۔ بلکہ وہ ہندو عقیدہ کو ہی خیرباد کہہ دیں گی"۔ اسے دلت جاتیوں میں نافذ کرنے میں ایک لمحہ کا بھی توقف نہیں ہونا چاہیئے۔ یعنی تمام دلتوں کو ہندو جاتی سے اپنی علیحدگی کا صاف الفاظ میں اعلان کر دینا چاہیئے۔ اس کے بعد اپنی اس مبارک اور قابل تعریف خواہش کے مطابق کہ "دلت جاتیاں جو کچھ چاہتی ہیں۔ وہ ایسا مذہب ہے جو انہیں مساوی مجلسی درجہ دے دے"۔ دوسرا قدم یہ اٹھانا چاہیئے کہ جو مذہب ان کی اس آرزو کو پورا کر سکے اسے قبول کر لیں:

اسلام میں انسانی مساوات

اس مرحلہ پر ہم اس انسانی ہمدردی اور خیر خواہی کے رو سے جو اسلام نے مظلوموں کے متعلق اپنے پیروؤں کو تفویض کی ہے۔ اور انسانیت کے اس جذبہ کے ماتحت جو اسلام نے ہر قابل امداد انسان کے متعلق مسلمانوں میں رکھا ہے۔ نہایت مخلصانہ اور ہمدردانہ طور پر یہ کہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ جس مذہب کی خواہش ہمارے ان بھائیوں کے دلوں میں پیدا ہوئی ہے جنہیں ہندو دھرم نے اچھوت قرار دے رکھا ہے۔ اور جن سے ہندو بدترین حیوانوں سے بھی برا سلوک کرنا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں وہ سوائے اسلام کے اور کوئی نہیں ہے۔ اسلام اور صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے انسانیت کی حقیقی معنوں میں توقیر قائم کی ہے۔ اور اسلام ہی وہ مذہب ہے۔ جس نے ہر انسان کو مساوی مجلسی درجہ عطا کیا ہے۔ اسلام کی مقدس کتاب قرآن کریم کا صاف اور واضح فیصلہ یہ ہے۔ کہ انما المؤمنون اخوۃ تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جس قسم کے تعلقات میل ملاپ بھائیوں کا آپس میں ہوتا ہے۔ اسی طرح تمام مسلمانوں کا آپس میں ہونا چاہیئے۔ پھر دنیا کو اسلام جیسی نعمت پہنچانے والے۔ اور حقیقی مساوات قائم کرنے والے سید ولد آدم سے خدا تعالےٰ نے تمام دنیا کے انسانوں کو کہلایا ہے۔ انما انا بشر مثلکم۔ میں بھی تمہاری طرح کا ہی انسان ہوں۔ جب انسانیت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جو اپنے کمالات کے لحاظ سے بے مثال ہیں۔ اپنے آپ کو دوسرے انسانوں کے مثل بتایا۔ تو اس سے بڑھ کر انسانی مساوات اور کیا ہو سکتی ہے۔

دعوتِ اسلام

اسلام کی پیش کردہ مساوات کو تفصیل کے ساتھ پیش کرنے کا یہ موقع نہیں لیکن اگر ڈاکٹر امبیدکر اس قسم کا کوئی انتظام کریں اور انہیں ضرور کرنا چاہیئے۔ کہ اسلامی مساوات ان کے۔ اور ان کی قوم کے سامنے پیش کی جا سکے۔ نیز اسلام کی دیگر خوبیاں اور بے مثال خوبیاں ان کے سامنے رکھی جا سکیں۔ تو ہم بڑی خوشی اور مسرت کے ساتھ اس کے لئے تیار ہیں۔ اور اپنا انسانی و اخلاقی فرض سمجھ کر کوشش کریں گے۔ کہ ان پر اسلام کو ایسا ہی مذہب ثابت کریں۔ جس کی انہیں تلاش ہے۔ اور جس کے بغیر سیاہی کا وہ ٹیکہ جو ہندو دھرم نے "اچھوت" کی قابلِ نفرت شکل میں ان کی پیشانی پر لگا رکھا ہے۔ دور نہیں ہو سکتا:

اچھوتوں کی ترقی کے دِن

ہم ایک عرصہ سے بڑی خوشی کے ساتھ اچھوت اقوام میں بیداری کی علامات دیکھ رہے ہیں۔ اور جب کبھی موقعہ ملا ہے۔ ہم نے ان کی مقدور بھر امداد کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ اور ہندوؤں کا ایک طبقہ سمجھتا ہے۔ کہ پنجاب میں ہندوؤں کے مقابلہ میں اچھوت اقوام کو اپنی مظلومی کا احساس جماعت احمدیہ نے ہی کرایا ہے لیکن ہمیں اعتراف ہے۔ کہ بہت سی مشکلات اور معذوریوں کی وجہ سے ہم اپنے ان مظلوم بھائیوں کی ابھی تک اتنی مدد نہیں کر سکے جتنی ہمارا جی چاہتا ہے۔ اور ابھی تک وہ نتائج رونما نہیں ہوئے۔ جن کے دیکھنے کے ہم متمنی ہیں۔ تاہم ڈاکٹر امبیدکر نے گاندھی جی کے مقابلہ میں جو اعلان شائع کیا ہے۔ اور جس کا تفصیلی طور پر ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں۔ اس کے ایک ایک لفظ کو ہم نے دلی مسرت کے ساتھ پڑھا۔ اور یہ محسوس [illegible] کہ جس قوم میں ایسے دور اندیش۔ ایسے معاملہ فہم۔ ایسے حساس اور ایسے [illegible] پیدا ہو جائیں۔ وہ خواہ کتنی ہی مظلوم۔ کتنی ہی گری ہوئی۔ اور کتنی ہی تباہ حال قوم کیوں نہ ہو۔ اس کے اٹھنے اور ترقی کرنے کے دن قریب آ گئے ہیں:

مُبارک جذبہ

اس کی بہت بڑی علامت وہ مبارک جذبہ ہے۔ جو مذہب کے متعلق اچھوت اقوام میں پایا جاتا ہے۔ اور جس کا ذکر ڈاکٹر امبیدکر نے اپنے اعلان میں نمایاں طور پر کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کو گاندھی جی اور دوسرے ہندو لیڈروں سے اس بارے میں بالکل مایوس ہو جانا چاہیئے۔ کہ وہ چتر ورن اور ذات پات کو جسے دلت جاتیاں اپنی خود داری کے خلاف سمجھتی ہیں۔ ....اور جس کی موجودگی میں یہ کہنا کہ وہ ہندو ہیں۔ اپنی زبان سے اپنی کمتر پوزیشن کو تسلیم کرنا ہے۔ اسے دور کر دیں گے۔ ایسی حالت میں جب دلت جاتیوں کے لئے لازمی ہے۔ کہ وہ ہندو عقیدہ کو خیرباد کہہ دیں۔ تو اب اس میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہیں ہونی چاہیئے۔ اور مساوی مجلسی درجہ دینے والے مذہب اسلام کو قبول کر کے دنیا کے علاوہ آخرت کا اعزاز بھی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے عفو کا صحیح مفہوم سمجھنے کی کوشش کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۷ فروری سنہ ۱۹۳۳ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ابھی تک میری آواز چونکہ ایسی نہیں۔ کہ میں اس قدر اونچا بول سکوں۔ کہ تمام دوست اسے بخوبی سن سکیں۔ اس لئے مجبوراً جس حد تک میری آواز اٹھ سکتی ہے۔ اس حد تک اپنی طاقت کے مطابق بولوں گا۔ اور اپنے مافی الضمیر کو جہاں تک اپنی آواز پہنچا سکوں۔ پہنچانے کی کوشش کروں گا ؎ مجھے

ایک عجیب کمزوری

جماعت میں نظر آتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے رحم اس کے عفو اس کے فضل اور اس کے کرم کا غلط مفہوم جماعت میں پیدا ہو رہا ہے۔ بعض لوگ

حقیقت کا اندازہ

لگانے سے دانستہ یا نادانستہ ہچکچاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے عفو اور اس کی رحمت کے متعلق آیتوں کو

غلط اور بے محل

استعمال کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ بہت رحم کرنے والا اور بہت کرم کرنے والا ہے۔ لیکن ہم دنیا میں اس کی دوسری صفات کو بھی ہر وقت ظاہر ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ ہم روزانہ لوگوں کو بیمار ہوتا دیکھتے ہیں روزانہ اندھوں اور گونگوں اور لنگڑوں اور لولوں کو دیکھتے ہیں۔ ہم ماں باپ کے اکلوتے بچوں کو مرتے دیکھتے ہیں۔ ہم خاندان میں سے ایک ہی روزی کمانے والے مرد کو جان دیتے دیکھتے ہیں ہم دودھ پیتے بچہ کو چھوڑ کر دنیا سے گزر جانے والی ماں کو دیکھتے ہیں۔ آپس میں عشق و محبت رکھنے والوں کو ایک دوسرے سے جدا ہوتے دیکھتے ہیں۔ غرض یہ نظارے ہم روزانہ دیکھتے ہیں۔ اور خدا کے یہ افعال روزانہ ہماری آنکھوں کے سامنے آتے ہیں۔ باوجود اس کے ہم

اللہ تعالیٰ کے رحم پر

حرف گیری نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی جس صفت کے ماتحت ان افعال کا ظہور ہوتا ہے۔ وہ بتاتی ہے۔ کہ رحم اور عفو کا یہ مفہوم نہیں کہ ایک شخص کوئی فعل کرے۔ اور پھر کہہ دے۔ میری توبہ تو وہ اس کے

اثرات و نتائج

سے محفوظ ہو جائے۔ اگر عفو اور رحم اور توبہ کا یہی مفہوم ہو تو نہ دنیا میں بیماریاں ہوتیں نہ موتیں ہوتیں۔ نہ دوسری تکالیف پیش آتیں۔ نہ خدا کی گرفت کسی اور صورت میں ظاہر ہوتی۔ اور نہ اگلے جہان کے عذاب باقی رہتے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ

اللہ تعالیٰ کی مثال

اس راجہ کی سی ہے۔ جس کے متعلق مشہور ہے۔ کہ اندھیر نگری چوپٹ راجہ۔ بلکہ اس کی طرف سے پیدائش اور فنا۔ گرفت اور عقوبت ایک قانون کے ماتحت جاری ہے۔ اس کی طرف سے ہلاکت بھی ایک قانون کے ماتحت جاری ہے۔ اور اس کی طرف سے رحم بھی ایک قانون کے ماتحت جاری ہے۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت

ایک نوجوان انصاری

کے مونہہ سے ایک بات نکلی۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ باقی سب انصار نے اس سے بیزاری کا اظہار کیا بڑوں اور چھوٹوں نے امرا اور غربا نے غرض تمام کی تمام جماعت نے اس کے خیال سے نفرت کا اظہار کیا۔ اس کو رد کیا۔ اسے باطل قرار دیا۔ اور اس بات کا اعلان کیا۔ کہ ہم نہ کبھی اس خیال کو صحیح سمجھتے تھے۔ نہ اب سمجھتے ہیں۔ اور نہ آئندہ سمجھیں گے مگر باوجود اس کے کہ وہ قوم کا خیال نہ تھا۔ باوجود اس کے کہ وہ کسی ذمہ وار فرد کا قول نہ تھا۔ اور باوجود اس کے کہ وہ صرف ایک فرد کا قول تھا۔ اور پھر باوجود اس کے کہ تمام لوگ اس قول پر نادم بھی ہوئے۔ پھر بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے انصار اپنا صلہ اب تم مجھ سے

حوض کوثر پر

ہی مانگنا۔ کیا کوئی خیال کر سکتا ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ رحم کرنے والا کوئی شخص پیدا ہوا یا ہو سکتا ہے یا آئندہ پیدا ہوگا۔ یا کوئی خیال کر سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحم اس وقت معطل ہو گئی تھی۔ نہیں۔ بلکہ یہ سب چیزیں بعض قوانین کے ماتحت ہوتی ہیں۔ ایسے باریک قوانین جنکو بہت سے انسان نہیں سمجھ سکتے

اصل بات یہ ہے۔ کہ اکثر لوگوں کو بعض باتوں پر غور کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ انہی میں سے ایک

اللہ تعالیٰ کی صفات

ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اتنی انواع کی ہیں کہ انہیں اچھے طور پر سمجھنے والا کبھی نامکمل علم بھی حاصل نہیں کر سکتا چہ جائیکہ اسے مکمل علم حاصل ہو سکے۔ ہم جن گلیوں میں سے روزانہ گزرتے ہیں اگر کسی وقت انہی میں سے ایک گلی میں چلتے چلتے یکدم رک جائیں۔ اور پھر دیکھیں۔ کہ ارد گرد کیا چیزیں ہیں تو کئی چیزیں ایسی دکھائی دیں گی۔ جو پہلے کبھی خیال میں بھی نہیں آئی ہوں گی۔ حالانکہ سالہا سال سے اس گلی میں سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی

مختلف انواع کی چیزیں

پیدا کی ہیں۔ کہ انسان کو ان سب پر غور کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ انسان جو کچھ دیکھتا ہے۔ اس کے ہزارویں بلکہ لاکھویں حصہ پر بھی غور نہیں کرتا

ہوا کا ہر جھونکا

جو ہمارے جسم کو لگتا ہے۔ وہ ایک اچھا یا برا اثر ہمارے اندر ضرور پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح ہر ہوا کا کش جو ہم ناک سے لگاتے ہیں۔ وہ اچھی یا بری کیفیت پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح ہر دفعہ جب ہم اپنی آنکھ جھپکتے ہیں۔ اور نور کی شعاعوں یا ظلمت کی تاریکی کو دیکھتے ہیں۔ تو دل اور دماغ اور جسم اور روح پر اچھا یا برا اثر ضرور قائم ہوتا ہے۔ مگر ہم کتنی دفعہ اس اثر کو محسوس کرتے ہیں۔ وہ ہوا کا جھونکا جو ہمارے اندر بیماری کے جرمز پیدا کر دیتا ہے۔ یا نمونیہ کی طرف جسم کو راغب کر دیتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا وہ پانی کا قطرہ جس کے پیتے ہی ہیضے کی طرف طبیعت مائل ہو جاتی ہے۔ یا وہ سیدھا سادہ سانس جو سل کے جراثیم لے کر ہمارے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ ہم کب اس کے اثرات محسوس کرتے ہیں۔ ہمیں تو یہ پتہ بھی نہیں لگتا۔ کہ ہم نے ایسا سانس لیا ہے جو کل ہمیں بدبختی کا شکار بنا دے گا۔ یا ایسا قطرہ پانی کا پیا ہے۔ جو ہیضہ کا شکار کر دیگا۔ پس اگر ہم غور و فکر سے کام لیں۔ تو ہمیں معلوم ہوگا۔ کہ کتنی ہی ایسی چیزیں ہیں۔ جن پر غور کرنے کا ہمیں موقعہ نہیں ملتا۔ تم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ

غافل انسان

ادھر توجہ نہیں کرتا۔ اگر تم یہ کہوگے۔ تو یہ تمہاری بے وقوفی ہوگی۔ کیونکہ اگر انسان تمام کی تمام چیزوں پر غور کرنے لگے۔ تو نہ صرف یہ کہ اس کا علم نہ بڑھے۔ بلکہ اور بھی کم ہو جائے۔ مثلاً اگر وہ یہی سوچنے لگے۔ کہ ہوا کا جھونکا جو مجھے لگا ہے۔ اس نے اچھا اثر پیدا کیا ہے۔ یا برا۔ اور اٹھتے بیٹھتے۔ کھاتے پیتے سوتے جاگتے چلتے پھرتے یہی ایک خیال اس پر سوار رہے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ نہ وہ تجارت کر سکیگا۔ نہ زراعت نہ ملازمت کر سکیگا نہ کوئی اور کاروبار۔ وہ یہی سوچتا رہے گا۔ کہ ہوا کا جھونکا جو مجھے لگا تھا۔ اچھا تھا۔ یا برا تھا۔

اب غور کرو۔ اس طرح سوچتے رہنے سے اس کا علم بڑھیگا یا کم ہوگا۔ اسی طرح اگر ہم ہر پانی کے قطرہ کے متعلق یہ سوچنے لگیں۔ کہ اس نے ہمارے جسم میں اچھا اثر پیدا کیا۔ یا برا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہم بجائے علم میں ترقی کرنے کے علم سے محروم رہ جائیں گے۔ پس جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ آہ غافل انسان اپنے ارد گرد کی تمام چیزوں کو نہیں دیکھتا۔ اور ان پر غور نہیں کرتا۔ وہ خود اپنی جہالت کا اظہار کرتا ہے۔ کیونکہ کوئی انسان تمام کی تمام چیزوں کو دیکھ سکتا ہی نہیں اور اللہ تعالےٰ نے اسے ایسا بنایا ہی نہیں۔ کہ وہ ارد گرد کی تمام چیزوں پر غور کر سکے۔

پھر کیا طریق ہے۔ جس سے اس کا پتہ لگتا ہے۔ اس کا پتہ الہام سے لگتا ہے۔ جو ایک ساعت میں نازل ہوتا۔ اور علوم کا دروازہ انسان کے لئے کھول دیتا ہے ؛

اللہ تعالیٰ کی لاتعداد صفات

ہیں۔ جن میں سے ایک صفت اس کی ربوبیت ہے۔ اس ربوبیت کے اربوں ارب حصوں میں سے ایک پانی اور روٹی ہے۔ پھر وہ صفات ہیں۔ جو دوسری مخلوق سے تعلق رکھتی ہیں۔ یا وہ ہیں جو اللہ تعالےٰ کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔ یا وہ صفات ہیں۔ جن کا ہمیں علم نہیں۔ یا کئی ہیں۔ جو اگلے جہان سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً قرآن کریم میں ہی اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ قیامت میں اللہ تعالےٰ کی دو گنی صفات کام کریں گی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ لا عینٌ رأت ولا اذنٌ سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر۔ تو وہی صفات جو کل ہمارے سامنے آنے والی ہیں۔ آج ہماری طاقتیں ایسی کمزور ہیں۔ کہ ہم انہیں خیال میں بھی نہیں لا سکتے۔ جب ہم ان کو بھی خیال میں نہیں لا سکتے جو کل ہمارے سامنے آنے والی ہیں۔ تو دوسری مخلوق سے جو صفات تعلق رکھتی ہیں۔ یا جو خدا کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں ان کو خیال میں کیونکر لا سکتے ہیں۔

پس یہ بات نہیں۔ کہ ہم غافل ہیں۔ ہاں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو غافل ہوں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بعض لوگوں کے متعلق آتا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی آیات سے گزر جاتے ہیں۔ مگر ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ لیکن وہ لوگ

محدود دائرہ کے اندر

ہیں۔ اکثر حصہ لوگوں کا ایسا ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ ہر چیز کی حقیقت معلوم کرنا چاہیں۔ تو بھی نہیں کر سکتے۔ اور اگر کریں۔ تو ایسے چکر میں پھنس جائیں گے۔ جس سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی غرض ان چیزوں کو انسانی علم دریافت نہیں کر سکتا۔ صرف

اللہ تعالےٰ کا الہام

ہی ہے۔ جو ان کا علم دیتا ہے۔ انہی چیزوں میں سے صفاتِ الہیہ ہیں۔ صفاتِ الہیہ کا علم بھی الہام کے ذریعہ ملتا ہے۔ عقل کے ذریعہ نہیں۔ الہام جتنا جتنا پردہ اٹھاتا جاتا ہے۔ اتنا اتنا علم ہوتا جاتا ہے۔ پس میں کہتا ہوں۔ تم میں سے کئی عالم بھی نہیں سمجھ سکتے۔ کہ

اللہ تعالےٰ کا رحم

کس طرح نازل ہوتا ہے۔ اور نہ کوئی دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ وہ [illegible] سمجھتا ہے۔ ہاں خدا تعالےٰ کا الہام بتا دیتا ہے۔ اور [illegible] ہو۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ کس طرح بڑے بڑے وسیع مضامین جن کو سوچ کر نکالنا تو الگ رہا۔ جنکو سوچنا بھی کئی مہینوں کی محنت چاہتا ہے۔ سیکنڈوں سے بھی تھوڑے عرصہ میں انسانی قلب پر نازل ہو جاتے ہیں۔ پس جتنا حصہ معلوم ہو اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ اور جو نہ معلوم ہو۔ بجائے اس کے کہ اس پر حاوی ہونے کی کوشش کرو۔ اسے اپنے حال پر رہنے دو ؛

مجھے افسوس سے معلوم ہوا ہے۔ کہ

رحم اور گناہ کی کیفیت کے متعلق

ہماری جماعت کے لوگوں کا علم نہایت کوتاہ ہے۔ کئی سمجھتے ہیں۔ ان کے جی میں جو آئے کہدیں۔ اور پھر زبان سے یہ کہنے پر کہ ہم معافی مانگتے ہیں۔ انہیں کوئی گرفت نہ ہونی چاہیئے۔ اور معافی مل جانی چاہیئے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ پہلو اختیار کرنا صحیح ہے۔ حالانکہ ایسی صورت میں وہ معافی نہیں مانگتے۔ بلکہ عفو کا مونہہ چڑاتے ہیں اور بسا اوقات جب وہ رحم کے لئے اپیل کر رہے ہوتے ہیں۔ رحم سے ہنسی کر رہے ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو توبہ کے قابل ظاہر نہیں بنا رہے ہوتے۔ بلکہ یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہم

بے صبر آدمی

ہیں۔ صحابہ کرام میں ہم دیکھتے ہیں۔ ان میں سے چند لوگوں کو ایک دفعہ سزائیں ملیں۔ انہوں نے سزا کی حکمت کو سمجھا۔ اور کم از کم مجھے کوئی ایسا حوالہ یاد نہیں۔ جس میں یہ ذکر ہو۔ کہ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے معافی مانگی۔ ممکن ہے ہو بعض دفعہ انسان بھول بھی جاتا ہے۔ لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے سزا کے بعد انہوں نے

عفو کی درخواست

نہ کی۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ ان کے لئے ایسی درخواست کرنا جائز بھی نہ تھا

سزا کیا ہوتی ہے

سزا بسا اوقات ندامت پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہوتی ہے۔ سزا بعض اوقات ایک دل کا زنگ دور کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ پس کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ وہ چاقو جسے تیز کرنے کے لئے سان پر چڑھایا جائے۔ اسے اگر زبان دی جائے۔ اور وہ چلائے۔ کہ مجھ پر رحم کرو۔ تو اس کی درخواست اس قابل ہوگی۔ کہ اسے قبول کر لیا جائے۔

چاقو کے لئے سان پر چڑھنا

ضروری ہے۔ تاکہ اس کا زنگ دور ہو۔ پس کئی سزائیں دنیا میں رحمت ہوتی ہیں۔ اور کئی سزائیں اظہارِ ناراضگی کا ایک ذریعہ ہوتی ہیں۔ جو حصہ سزا کا

اظہارِ ناراضگی

سے تعلق رکھتا ہو۔ اس میں عفو کی درخواست میں جلدی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اپنے پیارے اور محبوب کی ناراضگی کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ مگر جو حصہ خفگی یا ناراضگی کا غصے پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ

اصلاح کے پہلو پر حاوی

ہو۔ اس میں اس وقت تک معافی کی درخواست نہیں کرنی چاہیئے جب تک حقیقی ندامت پیدا نہ ہو۔ یا جو سزا زنگ کے دور کرنے کے لئے جاری کی گئی ہو۔ اس میں اس وقت تک عفو کی درخواست نہیں ہونی چاہیئے۔ جب تک کہ زنگ دور نہ ہو جائے۔ ہاں جو قلبی ناراضگی سے تعلق رکھتی ہو۔ اس میں جتنی جلدی عفو طلب کیا جائے اتنا ہی اچھا ہوتا ہے۔ اور وہ

سزا کے ساتھ وابستہ

نہیں۔ بلکہ ناراضگی کے ساتھ وابستہ ہے۔ چاہے ناراضگی کے ساتھ سزا ہو۔ یا نہ ہو۔ بسا اوقات انسان ناراض ہوتا ہے لیکن سزا نہیں دیتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جو حصہ ندامت پیدا کرنے کیلئے ہوتا ہے۔ اس میں اسی وقت عفو کا حق ہوتا ہے۔ جب ندامت پیدا ہو جائے۔ اس وقت کسی کا یہ کہنا۔ کہ میرا قصور تو کوئی نہیں۔ لیکن مجھے معاف کر دو۔ درحقیقت اس حقیقت کا انکار ہے۔ جس کے لئے سزا دی گئی تھی اور اس حالت میں معاف کر دینے کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس کو اسی مقام پر کھڑا رہنے دیا جائے۔ جس پر وہ پہلے کھڑا تھا۔ جب

جرم کا احساس

ہی کسی کے دل میں پیدا نہیں ہوا۔ اور جو غرض تھی۔ یعنی یہ کہ اس سے ایک زیادہ سمجھنے والی ہستی۔ اور ایک ذمہ دار ہستی محسوس کرتی ہے۔ کہ اس نے غلطی کی۔ وہ اس پر ندامت کا اظہار کرے جب وہ غرض ہی پوری نہ ہوئی۔ تو معافی طلب کرنے کے کیا معنی۔ ناراضگی تو ایک روک ہوتی ہے۔ جیسے ایک گھوڑے کے گلے میں اس لئے رسی ڈالدی جائے۔ کہ وہ کسی اور طرف نہ جائے لیکن اگر وہ گھوڑا اسی طرف زبردستی چلا جائے۔ جس طرف سے اسے روکا گیا ہو۔ تو پھر اس روک کا کیا فائدہ۔ اسی طرح اگر بغیر اصلاح ہونے کے معاف کر دیا جائے۔ تو ناراضگی کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

اگر خیالات میں یا ذہن میں کچھ تبدیلی پیدا نہیں ہوئی اور ابھی تک کسی میں جرم کے سمجھنے کی قابلیت بھی پیدا نہیں ہوئی۔ تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کے دل میں

حقیقی ندامت

پیدا ہوئی ہے۔ اس نے تو ابھی تک اپنے جرم کو بھی نہیں سمجھا کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ اگر کوئی خدا تعالےٰ سے یہ کہے۔ کہ اے خدا تیرا رسول

خاتم النبیینؐ

ہے۔ تو جھوٹا۔ مگر یہ کہنے سے تو مجھ پر گرفت نہ کر۔ تو کیا ایسا شخص راستی پر ہو گا۔ بھلا اس سے زیادہ احمق اور کون ہو سکتا ہے۔ جو ایک طرف تو جھوٹا کہتا ہے۔ اور دوسری طرف یہ کہتا ہے۔ کہ مجھ پر گرفت نہ کیجو۔ یا کوئی یہ دعا کرے۔ کہ اے خدا تیرا نبی ہے تو جھوٹا۔ مگر تو کہتا ہے۔ اس لئے مان لیتا ہوں۔ ایک طرف جھوٹا کہنا۔ اور دوسری طرف یہ کہنا۔ کہ تو کہتا ہے۔ اس لئے مان لیتا ہوں۔ ایک

پاگل کی بڑ

سے زیادہ اس کی کیا حقیقت ہو گی۔ نبی کے بھیجنے کی غرض وغایت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ معلم ہو۔ اور جب کوئی اسے معلم سمجھتا ہی نہیں۔ اور یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہی نہیں۔ کہ وہ کوئی تعلیم دے سکتا ہے۔ تو اس سے وابستگی کیا معنی رکھتی ہے پس یہ ایسی ہنسی کے قابل بات ہے۔ کہ میں حیران ہو جاتا ہوں

147

ہماری جماعت سے

صفات الٰہیہ کا علم

ہونا چاہیئے تھا۔ اس کے بہت سے افراد اس علم سے بالکل کورے ہیں۔ کئی ہیں۔ جو مونہہ سے تو دعویٰ بیعت کرتے ہیں۔ مگر حرام ہے۔ کہ وہ کسی بات میں اطاعت کریں۔ یہ تو ہو گا۔ کہ مثلاً میں چندہ مانگوں تو وہ کسی کے مقابلہ میں بڑھ کر چندے دے دیں مگر ان کی

ذہنی کیفیت

نہیں بدلے گی۔ اور یہی کہیں گے۔ کہ جو وہ سمجھتے ہیں۔ وہی صحیح ہے۔ ایسا انسان درحقیقت معلم کو نہیں سمجھتا۔

معلم اور متعلم میں فرق

ہوتا ہے۔ یوں تو بعض دفعہ شاگرد بھی صحت پر ہو سکتا ہے۔ اور استاد غلطی پر۔ مگر سمجھا یہ جاتا ہے۔ اور عام قاعدہ یہی قرار دیا جاتا ہے۔ کہ جو معلم کہتا ہے۔ وہی صحیح ہے۔ اس نکتہ کو فرض کر کے آگے چلنا پڑتا ہے۔ اور وہ شخص جو اس امر کو مدنظر نہیں رکھتا نقصان اٹھاتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ اس قسم کی طبائع ہماری جماعت میں موجود ہیں۔ وہ سمجھتی ہیں۔ کہ جو بات وہ کہتی ہیں وہی ٹھیک ہے۔ ایسے انسان کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر یہاں ہوں۔ تو قادیان کی رہائش سے۔ اور اگر باہر ہوں۔ تو میری بیعت سے۔ اس لئے کہ جس دروازہ سے نور حاصل ہو سکتا ہے اس کو انہوں نے اپنے اوپر بند کر رکھا ہے۔ اور جب دروازہ بند کیا ہوا ہو۔ تو نور کہاں سے داخل ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کے متعلق ایک واقعہ آتا ہے۔ دیکھو۔ وہ کس طرح سزا اور اس کی غرض کی اہمیت کو سمجھتی تھیں۔ وہ اپنے بھانجے سے ایک دفعہ ناراض ہوئیں۔ کیونکہ اس نے کہا تھا۔ کہ حضرت عائشہ کا ہاتھ روکنا چاہیئے۔ وہ بہت

صدقہ وخیرات

کرتی ہیں۔ اور اگر اسی طرح کرتی رہیں۔ تو رشتہ داروں کے لئے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سنکر قسم کھائی۔ کہ میں اس کی شکل کبھی نہیں دیکھوں گی۔ صحابہؓ کو اس سے بہت تکلیف ہوئی۔ اور انہوں نے صلح کی کوشش شروع کی۔ مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ آخر سب صحابہؓ نے ملکر یہ تجویز کی۔ کہ

صحابہؓ کا ایک وفد

حضرت عائشہؓ کے پاس جائے۔ اور ان کے بھانجے کو بھی ساتھ لے لیا جائے۔ اور اسے جا کر خالہ سے بھانجے کی ملاقات کرا دی جائے

خالہ کی محبت

بھی مادرانہ محبت کی طرح ہوتی ہے۔ جب وہ اپنے بھانجے کو دیکھیں گی۔ تو مادرانہ محبت ان پر غالب آجائے گی۔ اور وہ اس

کا قصور معاف کر دیں گی۔ یہ تجویز سوچ کر چند صحابہؓ حضرت عائشہؓ کے دروازہ پر پہنچے۔ اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہؓ نے اجازت دیدی۔ اب چونکہ سب کو اکٹھی اجازت مل گئی تھی۔ اور اس میں ان کا بھانجہ بھی شامل تھا۔ اس لئے اسے بھی اجازت ہو گئی۔ اس پر صحابہؓ تو باہر ہی رہے۔ اور وہ اندر چلے گئے۔ اور جا کر اپنی خالہ سے چمٹ گئے اور معافی مانگنے لگ گئے آخر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر رقت طاری ہو گئی۔ اور انہوں نے معاف کر دیا۔ لیکن معاف بھی کس

لطیف رنگ میں

کیا۔ ان پر اعتراض کیا گیا تھا۔ کہ وہ بہت صدقہ وخیرات کرتی ہیں اس لئے آپ نے فرمایا۔ میں تمہیں معاف تو کرتی ہوں۔ لیکن میں نے عہد کیا تھا۔ کہ اس قسم کو نہیں توڑوں گی۔ اور اگر توڑوں۔ تو پھر کچھ صدقہ وخیرات کروں گی۔ اب ممکن ہے۔ کچھ سے مراد میں جو کچھ لوں وہ اللہ تعالےٰ کے حضور نہ ہو۔ اس لئے آئندہ میرے پاس جو چیز آیا کرے گی۔ وہ میں صدقہ دے دیا کروں گی۔ تو وہی چیز جسے بند کرنے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے نے اعتراض کیا تھا۔ اسی کو انہوں نے اپنی زندگی کا جزو قرار دے لیا۔ ورنہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حکم ہے۔ کہ صلہ رحمی کرو۔ اور ایک دوسرے سے محبت اور پیار رکھو۔ اور ایسے امور میں قسم کا کفارہ دیدینا نہ صرف یہ کہ جائز ہے۔ بلکہ اس کا حکم ہے۔

پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو کچھ کیا۔

اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت

کیا۔ لیکن باوجود اس کے چونکہ خیال ہو سکتا تھا۔ کہ شاید محبت کے غالب آنے کی وجہ سے آپ نے معاف کیا ہے۔ اس وجہ سے آپ نے اپنی توبہ یہ قرار دی۔ کہ جب تک میں زندہ رہوں گی۔ صدقہ وخیرات کرتی رہوں گی۔ کیسی لمبی توبہ ہے۔ اور کتنا چھوٹا فعل تھا۔

کون ہے۔ جو اس طرح ندامت کا اظہار نہیں کر سکتا۔ کہ جب اس سے پوچھا جائے۔ کہ تم نے یہ فعل کیا۔ تو وہ کہے۔ ہاں جی میں نے کیا۔ مگر میری توبہ۔ اگر یہی توبہ ہے۔ تو

خدا نے جو نظام قائم کیا ہے

وہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اور وہ بالکل بے معنے ہو جاتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں وحشی ایک حبشی تھا۔ اس نے اپنے کفر کے زمانہ میں ایک ایسی حرکت کی۔ جس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ پہنچا۔ پھر کچھ مدت کے بعد وہ

اسلام میں داخل

ہو گیا۔ اسلام بذات خود تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے فرمایا۔ تم میرے [illegible] نہ آیا کرو وہ توبہ کر چکا تھا۔ گناہ اس کے معاف ہو چکے تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر بھی اس کا ایک فعل اس پر ایسا داغ لگا چکا تھا جس کا مٹانا اس کے لئے زندگی میں قریباً ناممکن تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ میرا فرض ہے میں اس کے لئے دعائیں کروں لیکن ممکن ہے یہ میرے سامنے آجائے اور اس کے آنے پر میری دعا میں روک واقعہ ہو جائے کیونکہ اس نے ایک

عظیم الشان خادم اسلام

کو شہید کیا تھا۔ ایسی رحم اور عفو وسیع مضامین ہیں۔ خطبہ کی کوتاہی اس کے ایک حصہ کے بیان کرنے سے بھی قاصر ہے اور میں اس کے ایک حصہ کی مثال کو بھی بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی صفات میں سے ہے بہر حال میں بتانا چاہتا ہوں کہ

توبہ رحم اور عفو

کو مضحکہ مت بناؤ اس سے گناہوں پر دلیری اور جرأت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر انسان یہ سمجھ لے کہ میرا جو جی چاہے کر لوں بعد میں کہدوں گا۔ معاف کردو تو نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ جرم کی عظمت جاتی رہے گی اور قلبی سوزش جو گناہ کے بعد پیدا ہونی چاہیئے۔ وہ پیدا نہیں ہوگی۔

مومن کے دل میں

سوزش اور قلبی موت دونوں ہی حالتوں میں پیدا ہوتی ہے، اس وقت جب وہ گناہ کرتا ہے اور اس وقت بھی جب وہ گناہ نہیں کرتا۔ اور در حقیقت وہ قلبی موت نہیں جاتی جب تک آسمان سے اس پر زندگی کا پانی نہ چھڑکا جائے اور جب تک خدا اسے آپ موت سے نہ بچالے۔ یا پھر یہ کہ اس پر جسمانی موت وارد ہو جائے یہ دونوں موقعے ایسے ہیں جبکہ مومن زندہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت بھی جب فرشتے اس کی جان نکالتے ہیں اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ مر گیا ہے۔ اور اس وقت بھی جب کہ خدا کے فرشتے اس پر زندگی کا پانی چھڑکیں اور وہ نازل ہو کر کہیں کہ ہم نے تجھے زندہ کر دیا۔ اب اگر تو اپنے آپ کو مردہ سمجھے گا۔ تو یہ خدا پر بدظنی ہوگی۔ مومن سے جب گناہ سرزد ہوتا ہے تو پھر گناہ کی سوزش اسے زندہ کرتی ہے۔ اور جب وہ گناہ نہیں کر رہا ہوتا اس وقت وہ گناہوں کی عظمت اور اپنی کمزوری سے غافل نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں ہر وقت گناہ کے کنارے کھڑا ہوں۔

میں سمجھتا ہوں خدا کے کئی

گنہگار اور خطاکار بندے

ایسے ہونگے کہ وہ بھی اس بات کے لئے تیار ہو جائینگے کہ خدا تعالےٰ نے ہمیں بے شک دوزخ میں ڈال دے مگر وہ ہم سے ناراض نہ ہو۔ یہ مت سمجھو۔ کہ کوئی دوزخی ایسا ہے جو قلب میں خدا کی محبت نہیں رکھتا۔ کئی ایک انسانوں کے دلوں میں نیکی کا بیج ہوتا ہے مگر اسے بڑھنے کا موقع نہیں ملتا۔ آتا ہے کہ کوئی شخص تھا بڑا گنہگار اس کا ایک بیٹا بھی تھا جو سخت نافرمان تھا اس نے نیکی کبھی نہیں کی تھی۔ اور نہ کبھی باپ کی فرمانبرداری کی تھی۔ دونوں باپ بیٹے کے مرنے پر حکم ہوا کہ باپ اور بیٹا دونوں کو دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ اس وقت وہ بیٹا جس نے کبھی باپ کی فرمانبرداری نہیں کی تھی عاجزانہ طور پر اللہ تعالےٰ کے حضور گر گیا اور کہنے لگا خدایا۔ مجھے آج تک موقع نہیں ملا۔ کہ میں اپنے باپ کی فرمانبرداری کروں یا اس کے ساتھ کوئی حسن سلوک کروں میں تیرے حضور دعا کرتا ہوں کہ تو اس وقت میرے باپ کی سزا بھی مجھ پر ڈال دے اور مجھے زیادہ لمبے عرصہ کے لئے دوزخ میں پھینک دے۔ تاکہ میں اپنے باپ کو تکلیف میں نہ دیکھ سکوں اس پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ دیکھو میرے بندے کے دل میں

محبت کا بیج

موجود ہے۔ جاؤ میں نے تم دونوں کو معاف کیا۔ اس طرح وہ دوزخی جنتی بن گیا۔ مگر اس لئے کہ اس کے دل میں

اطاعت کا بیج

موجود تھا۔ جو آخری وقت میں پھوٹ پڑا۔ حالانکہ وہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں آتا ہے۔ اس وقت رشتہ دار ایک دوسرے پر اپنی سزا ڈالنے کی کوشش کرینگے اور چاہیں گے کہ کسی طرح ان کا چھٹکارا ہو جائے۔ ایسے موقع پر وہ جس نے ساری عمر نافرمانی میں گذار دی۔ اپنے باپ کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہو گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدی خواہ کتنی بڑھ جائے نیکی کے بیج کو نہیں مٹا سکتی ایسے آدمی میرے نزدیک ہونگے بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ یقیناً ہونگے جن کو قیامت کے دن جب

دوزخ میں ڈالنے کا حکم

ہوگا۔ تو کہدیں گے۔ کہ ہم بے شک سزا کو برداشت کریں گے اور دو گنے یا تگنے عرصہ کے لئے جہنم میں پڑنا بھی گوارا کرلیں گے۔ مگر اے خدا تیری ناراضگی ہم برداشت نہیں کر سکتے کیونکہ سزا اصل چیز نہیں اصل چیز خفگی اور ناراضگی ہے۔ جو محبت کے تعلق کو ظاہر کرتی ہے۔ وہ شخص جو سزا کو اصل چیز قرار دیتا ہے۔ وہ گویا محبت کا انکار کرتا ہے۔ ٭

یوم التبلیغ کے متعلق مفید کتابیں

۵ مارچ کو آنے والے یوم التبلیغ کے متعلق احباب ایسی کتب اور رسالجات کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ جو اس موقعہ پر ہندوؤں اور دوسرے غیر مسلموں میں تقسیم کرنے مفید ہوں ایسے احباب کے لئے نیز ان احباب کے لئے جو یوم التبلیغ کو زیادہ سے زیادہ مفید اور با اثر بنانا چاہیں۔ میں تحریک کرتا ہوں۔ کہ مندرجہ ذیل کتب ضرور منگا کر تعلیم یافتہ لوگوں میں تقسیم کریں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان

ستیہ درپن یا آئینہ صداقت

یوم التبلیغ کے موقعہ پر غیر مسلم مردوں اور عورتوں میں تقسیم کرنے کے لئے بک ڈپو نے چھوٹی تقطیع کے ۱۰۰ صفحوں کا ایک خوبصورت رسالہ شائع کیا ہے۔ جس کا نام "ستیہ درپن یا آئینہ صداقت" ہے۔ اس میں ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ جب تک اسلام اور اسلامی تعلیم کے خلاف پھیلائی ہوئی غلط فہمیاں غیر مسلموں کے دلوں سے دور نہ ہوں۔ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ ان تمام بڑے بڑے اور اہم اعتراضوں کے جواب بھی دئے گئے ہیں جو دشمنان اسلام نے اسلام اور حضرت شارع اسلام اور تعلیم اسلام پر کئے ہیں۔ اور خوبی یہ ہے کہ ان تمام اعتراضوں کے جوابات خود عیسائیوں اور ہندوؤں ہی کے نامی گرامی مصنفوں اور محققوں کی زبان و قلم سے پیش کئے گئے ہیں اور آخر میں سمجھدار ہندوؤں کی تحریروں سے ثابت کیا گیا ہے کہ جب تک ہندو اسلام کی پناہ میں نہ آجائیں۔ اس وقت تک نہ تو ملک کو حقیقی سوراج مل سکتا ہے اور نہ ہی یہاں سے چھوت چھات اونچ نیچ اور عدم مساوات کا دفعیہ ہو سکتا ہے الغرض یہ دیدہ زیب اور مفید رسالہ اس قابل ہے کہ یوم التبلیغ کے موقعہ پر کثرت کے ساتھ غیر مسلموں میں تقسیم کیا جائے۔ تاکہ جہاں غیر مسلموں کا دل اسلام کی طرف سے صاف ہو جائے وہاں انہیں اسلام کی طرف قدم بڑھانے میں بھی مدد مل سکے۔ باوجود کاغذ لکھائی چھپائی اور حجم ۱۰۰ صفحہ ہونے کے قیمت برائے نام رکھی گئی ہے تاکہ احمدی مرد اور عورتیں آسانی کے ساتھ زیادہ تعداد میں خرید کر تقسیم کر سکیں۔ قیمت فی نسخہ ۱/ ۔ ۱۰۰ کی قیمت ۳ روپے یعنی فی نسخہ ۱/ ہے۔ ملنے کا پتہ۔ (بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان)

اسلامی اصول کی فلاسفی کا گورمکھی ترجمہ

منشی فخر الدین صاحب مالک کتاب گھر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور عالم کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا گورمکھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صداقت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک تازہ نشان

168

محمدی بیگم صاحبہ کے صاحبزادہ کا اعلان بیعت

احباب کرام کو معلوم ہے۔ کہ گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب جو کہ محمدی بیگم صاحبہ کے صاحبزادے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی بیعت کرکے جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اب انہوں نے قبول احمدیت کے متعلق ایک اعلان بھیجا ہے۔ جو درج ذیل کیا جاتا ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ اس نوجوان کے اخلاص میں روز بروز ترقی دے۔ اور دینی و دنیوی برکات سے مستفیض کرے (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احباب کرام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بیشتر اس کے کہ میں اپنا اصل مدعا بیان کروں۔ یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ واللہ میں کسی لالچ یا دنیوی غرض یا کسی دباؤ کے ماتحت جماعت احمدیہ میں داخل نہیں ہوا بلکہ خدا تعالےٰ کے فضل کے ماتحت ایک لمبے عرصہ کی تحقیق حق کے بعد اس بات پر ایمان لایا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ اپنے ہر دعوے میں صادق اور مامور من اللہ ہیں۔ اور اپنے قول و فعل میں ایسے صادق ثابت ہوئے ہیں۔ کہ کسی حق شناس کو اس میں کلام نہیں ہو سکتا۔ آپ کی تمام پیشگوئیاں ٹھیک ٹھیک پوری ہوئیں۔ یہ الگ سوال ہے کہ بعض لوگ تعصب یا نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض پیشگوئیوں کو پیش کرکے عوام کو دھوکا دیتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں۔ مثلاً ان میں سے ایک پیشگوئی مرزا احمد بیگ صاحب وغیرہ کے متعلق ہے اس پیشگوئی کو ہر جگہ پیش کرکے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کہ اس کا پورا ہونا ثابت کرو۔ حالانکہ وہ بھی صفائی کے ساتھ پوری ہو گئی۔

میں اس پیشگوئی کے متعلق ذکر کرنے سے پیشتر یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ ایک انذاری پیشگوئی تھی۔ اور ایسی انذاری پیشگوئیاں خدا تعالےٰ اپنے نبی کے ذریعہ اس لئے کرایا کرتا ہے۔ کہ جن کے متعلق ہوں انکی اصلاح ہو جائے۔ چنانچہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما نرسل بالآیات الا تخویفا کہ ہم انبیاء کو نشانات اس لئے دیتے ہیں۔ کہ لوگ ڈر جائیں اس میں اللہ تعالےٰ نے یہ اصل بیان فرمایا ہے۔ کہ ایسی انذاری پیشگوئیاں لوگوں کی اصلاح کی غرض سے کی جاتی ہیں۔ جب وہ قوم اللہ تعالےٰ سے ڈر جائے۔ اور اپنی صلاحیت کی طرف رجوع کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنا معلق عذاب بھی ٹال دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا واقعہ نیز حضرت موسیٰؑ کی قوم کے حالات ولما وقع علیھم الرجز سے ظاہر ہے اس صورت میں انذاری پیشگوئی کا لفظی طور پر پورا ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ یہی نقشہ یہاں نظر آتا ہے۔ کہ جب حضرت مرزا صاحبؑ کی قوم اور رشتہ داروں نے گستاخی کی۔ یہاں تک کہ خدا تعالےٰ کی ہستی سے انکار کیا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی ہتک کی۔ اور اشتہار دے دیا کہ ہمیں کوئی نشان دکھلایا جائے تو اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے اپنے مامور کے ذریعہ پیشگوئی فرمائی۔ اس پیشگوئی کے مطابق میرے نانا جان مرزا احمد بیگ صاحب ہلاک ہو گئے۔ اور باقی خاندان ڈر کر اصلاح کی طرف متوجہ ہو گیا جسکا نا قابل تردید ثبوت یہ ہے۔ کہ اکثر نے احمدیت قبول کر لی۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنی صفت غفور الرحیم کے ماتحت قہر کو رحم سے بدل دیا۔

چونکہ اس پیشگوئی کا تعلق میرے والد صاحب (مرزا سلطان محمد بیگ صاحب آف پٹی) کے ساتھ بھی تھا اس لئے وہ بھی خوف میں مبتلا ہوئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحبؑ سے حسن عقیدت کے متعلق مختلف اوقات پر اپنا اظہار خیال بذریعہ خطوط فرمایا۔ نہ صرف خیال ظاہر فرما دیا۔ بلکہ معاندین سلسلہ کے اکسانے پر انہیں صاف جواب دیدیا۔ مثلاً ہندوؤں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں نے ہزاروں روپے کا لالچ دے کر اسبات کی کوشش کی۔ کہ آپ اس امر کا اعلان کر دیں کہ وہ پیشگوئی کی وجہ سے نہیں ڈرے۔ لیکن آپ نے ہرگز ان کی بات نہ مانی۔

احمدیت کے متعلق ان کی حسن عقیدت کا ایک ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ جسطرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے والد ابوطالب بعض دنیوی مشکلات کی وجہ سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بیعت کر لینے سے نہیں روکا تھا۔ اسی طرح جب میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہوا۔ تو آپ بجائے کسی قسم کی طعن تشنیع کرنے کے خوش ہوئے۔

اگرچہ میرے والد صاحب کا تاحال احمدیت میں داخل نہ ہونا اس پیشگوئی کے پورے ہونے میں کسی طرح بھی مانع نہیں ہو سکتا تھا۔ تاہم خدا تعالےٰ نے یہ روک بھی دور کر دی۔ اور مجھے اللہ تعالےٰ نے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی الحمد للہ علیٰ ذالک

میں پھر زور دار الفاظ میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی۔ میں ان لوگوں سے جن کو احمدیت قبول کرنے میں یہ پیشگوئی حائل ہے۔ عرض کرتا ہوں کہ وہ مسیح الزمانؑ پر ایمان لے آئیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ یہ وہی مسیح موعودؑ ہیں۔ جن کی نسبت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ اور ان کا انکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انکار ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہی درست فرمایا ہے

دوڑ کر میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

خاکسار مرزا محمد اسحاق بیگ۔ پٹی ضلع لاہور حال وارد چک نمبر ۱۶۵ ۔۶

احمدی نوجوانوں کی ایک مفید انجمن

لاہور میں احمدی نوجوانوں کی ایک انجمن قائم ہوئی ہے۔ جس کا نام "احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ" ہے۔ اس کی غرض تبلیغ احمدیت ہے۔ ہر مہینہ اس کی طرف سے ایک تبلیغی ٹریکٹ شائع کیا جاتا ہے۔ اور غیر احمدی پبلک میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ لاہور کے ممبروں کے لئے چندہ ۴ر آنے ماہوار مقرر ہے۔ اور لاہور سے باہر کے ممبروں کے لئے ۸ر ماہوار ہر ممبر کو ۲۵ ٹریکٹ بھیجے جاتے ہیں۔ اس انجمن کی طرف سے نومبر سے لیکر فروری تک حسب ذیل چار ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں

(۱) پیارا مسیح موعود (۲) رد فضیلت مسیح بمقابلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (۳) خدا کا مسیح موعود (۴) معیار صداقت

جماعت کے مخلصین کو اس کا ممبر بننا چاہیئے۔ اور اس کے شائع کردہ ٹریکٹ منگوا کر لوگوں میں تقسیم کرنے چاہئیں۔ میں نے ان ٹریکٹوں کو پڑھا ہے۔ بہت دلچسپ اور موثر ہیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تین ہزار سال پیشتر کی شمالی ہندوستان کی زبان

ناظرین سے یہ امر مخفی نہیں۔ کہ میں نے اپنی کتاب المسمیٰ بہ "تحفہ ہندو یورپ" مطبوعہ ۱۹۲۵ء میں از روئے تاریخ عرب و شام۔ ایران۔ عراق نیز از روئے قرآن و حدیث و اقوال ائمہ اسلام۔ نیز از روئے وید و پران یہ ثابت کیا ہے کہ آریہ اقوام ذریت حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ جنہیں ہندو آج بھی برہماجی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

ماہ ستمبر میں میں نے اس کتاب کا ضمیمہ شائع کیا۔ اور اسے مفت تقسیم کیا۔ شمالی ہندوستان میں اس کی اشاعت ہو گئی ہے۔ یہ کام میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ایک ارشاد کی تعمیل میں کیا۔ کیونکہ حضور نے ایک خط میں مجھے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ میں اس عقیدے کو Universal کروں۔ یعنی ہر دل عزیز بنا دوں۔ میں آئندہ اس بارے میں مزید کوشش اور سعی سے کام لے رہا ہوں۔ اور اسے انشاء اللہ بشرط زندگی تمام دنیا میں پہنچا کر چھوڑوں گا۔

اس کتاب میں میں نے یہ بات واضح اور روشن کر کے دکھائی ہے۔ کہ وید جو سب سے قدیم الہامی کتاب مانی جاتی ہے وہ ایک صحیفہ ابراہیمی تھا۔ اور تعجب نہیں۔ اگر اس کا نام الوداد یا وداد ہو۔ جو بعد میں بگڑ کر وید بن گیا۔ بہرحال اس کی وجہ تسمیہ کچھ بھی ہو۔ میرا دعویٰ ہے۔ کہ اصلی وید حضرت ابراہیم کا ایک صحیفہ تھا۔ اور برہما حضرت ابراہیم ہی کا نام ہے۔ ضمیمہ میں میں نے یہ بات اور بھی روشن کر دی ہے۔ جو شخص دیکھنا چاہے۔ وہ ضمیمہ مفت لے کر دیکھ سکتا ہے۔ ایک اور وزنی بات جو میں نے اپنی کتاب میں لکھی ہے۔ یہ ہے۔ کہ

"سری کرشن اور ارجن اور کورو پانڈو سب عربی عبرانی بولتے تھے" کئی ایک تعلیم یافتہ ہندوؤں نے ان باتوں کی تصدیق کی۔ جگراؤں کے ایک ہندو وکیل نے جو منشی فاضل بھی ہیں۔ اس کتاب کو پڑھ کر فرمایا۔ یہ کتاب لائبریری کی زینت ہے۔ بعض دیگر اصحاب نے بھی اس امر کی تصدیق اور تعریف کی۔ مسلمانوں کو چونکہ ہندو لٹریچر سے زیادہ دلچسپی نہیں۔ اور ان میں اکثر لوگ اس قوم میں کسی نبی کا آنا تسلیم نہیں کرتے۔ لہذا انہوں نے اس کتاب کے مضامین پر تعجب ظاہر کیا۔ رسالہ ہمایوں کے ایڈیٹر صاحب نے ریویو میں لکھا۔ کہ اس کتاب میں محیر العقول باتوں کا ذکر ہے۔ کیوں یہ اس لئے۔ کہ ان کو ہندو قوم کے مذہب اور تمدن سے قطعی بیگانگی ہے۔

میں ذیل میں ایک حوالہ ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۸۷۵ء کا درج کرتا ہوں۔ جو سوامی دیانند کی قلم سے نکلا ہوا ہے۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ آئندہ کوئی مسلمان یا ہندو اس کتاب کے مضامین کو محیر العقول خیال نہ کرے گا۔ بلکہ ان انکشافات کی دل سے قدر کریگا۔ حوالہ مذکور یہ ہے۔

"مہاراجہ یدھشٹر کے دربار میں عربی زبان بولی جاتی تھی۔ چنانچہ جس وقت کوروں نے پانڈوں کو تباہ کرنے کے لئے لاکھشا گرہ یعنی رال۔ لاکھ۔ گندھک وغیرہ کا مکان تیار کیا۔ تاکہ جب پانڈو اس میں داخل ہوں۔ تو وہ آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیں۔ یدھشٹر کو اس فریب سے آگاہ کرنے کے لئے ودرجی نے عربی زبان میں سمجھایا۔ کہ وہاں نہ جانا۔ چنانچہ یدھشٹر نے بھی عربی زبان میں ہی اس کا جواب دیا۔ اور وہ بچ گئے" (ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس صفحہ ۳۵۳)۔ خاکسار۔ نعمت اللہ خاں گوہر بی۔ اے۔

تبلیغی ٹریکٹ

میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان نے کچھ دنوں سے جدید سلسلہ تبلیغی ٹریکٹوں کا جاری کیا ہوا ہے۔ کارڈ سائز سولہ سولہ صفحات کے جداگانہ مضامین چھاپتے رہتے ہیں اب تک اسی اقسام کے چھاپ چکے ہیں۔ بعض ٹریکٹ متعدد بار چھاپے گئے ہیں۔ آج کل حسب ذیل ٹریکٹ طیار ہیں جن پر نمبر ڈالے گئے ہیں وہ ۵ مارچ کے یوم التبلیغ کے لئے نہایت موزوں ہیں فی ٹریکٹ ایک ایک پیسہ اکٹھی تعداد لینے سے فی سینکڑہ ایک روپیہ مذکورہ بالا پتہ سے منگوا کر ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ عقائد احمدیہ۔ چھوت چھات۔ باوا نانک صاحب ہو دی مذہب۔ بحث خاتم النبیین۔ آریہ مکتی۔ تحفہ آریہ اول تحفہ آریہ حصہ دوم۔ وفات ابن مریم۔ تثلیث اور توحید۔ حقیقت سناتن دھرم۔ حقانیت اسلام۔ حقیقی نبی۔ پیدائش دنیا حقیقت احمدیت آریہ سماج اور ہم۔ انجام آریہ سماج۔ مسیح و مہدی۔ اسلام اور ہندو دھرم۔ عیسائی مذہب۔ اسلام اور مسیحیت۔ حقیقت دجال یسوع مسیح کا خون۔ ستیارتھ پرکاش پچپن سوالات۔ نبوت کی حقیقت

شاہنامہ اسلام کی دوسری جلد

نہایت مسرت کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ شاہنامۂ اسلام کی دوسری جلد اللہ کے فضل و کرم سے تکمیل پا چکی ہے۔ اور اس وقت لاہور کے ایک مطبع میں پہلی جلد سے بھی زیادہ آب و تاب کے ساتھ طباعت پذیر ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اس ماہ کے اندر شائع ہو جائے گی۔

جنگ بدر۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں صرف تین سو تیرہ نہتے اور بے سر و سامان مجاہدین اسلام نے مشرکین مکہ کی جرار فوج کے زبردست حملے کا مقابلہ کیا۔ اور صرف جوش ایمانی سے کام لیکر دشمنوں کو شکست فاش دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح مشرک قیدیوں پر احسان فرمائے۔ مدینے میں منافقین اور یہود کی شرارتیں۔ مسلمانوں کا صبر و تحمل۔ کعب بن اشرف یہودی ہجو گو شاعر کا انجام مکے میں مشرکین کا جوش و خروش۔ اور انتقامی جنگ کی تیاریاں۔ ابو سفیان کا مدینے پر چھاپا۔ غزوۂ سویق

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے نکاح کی سادہ تقریب۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز۔

مشرکین مکہ کا ابو سفیان کی ماتحتی میں مدینے پر تباہ کن حملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کا مدافعت کے لئے مدینہ سے نکلنا۔ منافقین کی جماعت کا عین وقت پر فوج اسلام سے الگ ہو جانا۔

صحابۂ کرامؓ کا ثبات و استقلال۔ تیر اندازوں کی غلطی کے سبب جنگ مغلوبہ میں مسلمانوں کی فتح کا شکست سے بدل جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محیر العقول ثبات اور صحابہ کی جانثاریاں۔ آنحضرت کا زخمی ہونا۔ مشرکین مکہ کا بے نیل و مرام واپس لوٹنا۔ وغیرہ وغیرہ

تاریخ اسلامی کے یہ سب حالات نہایت واضح اور آسان اردو میں اس طرح نظم کر دئے گئے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے قوم کی افسردگی اور جمود دور ہو سکتا ہے۔ جن حضرات نے پہلی جلد کا مطالعہ کیا ہے۔ اگر وہ دوسری جلد کا بھی اشتیاق رکھتے ہوں۔ تو جلد از جلد فرمائش بھیجدیں۔ یہ جلد بھی پہلی جلد کی طرح دو ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ کتابت۔ طباعت اور کاغذ پہلی جلد سے بھی بہتر ہے۔ تقطیع اور ضخامت بھی وہی ہے۔ اور قیمت بھی وہی ہے۔ یعنی تین روپے فی جلد علاوہ محصول ڈاک

نوٹ:۔ تین روپے فی جلد والے ایڈیشن کے علاوہ اس جلد کا بھی ایک خاص ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ ایڈیشن محدود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ پیلی بھیت کیوں مشہور ہے رجسٹرڈ

اس لئے کہ وہاں سے بلب اینڈ سنز پیلی بھیت کی مشہور دوا بہرا پن کی "روغن کرامات" دنیا میں پہنچتی ہے ہزارہا ڈاکٹر اور انگریز جس کی قدر کرتے ہیں۔

بلب اینڈ سنز پیلی بھیت کا ایجاد کردہ روغن کرامات

نیٹ بہراپن

کان بہنے اور طرح طرح کی آوازیں ہونے اور کان کی ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی بیماری اور بڑی سے بڑی بیماری کی ایک خاص سفت دوا ہے قیمت فی شیشی عہ۔ جن صاحبان کو اعتبار نہ ہو خود یہاں آکر علاج کرا سکتے ہیں۔ دھوکہ دینے والے ٹھگوں اور جعلساز نقالوں سے بچنا آپکا فرض ہے ہمارا پتہ یہ ہے:۔ **کان کی دوا بلب اینڈ سنز پیلی بھیت یوپی**

انیس عالم

عبدالغنی صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ ننگیری ضلع جالندھر اپنے مورخہ ۱۲/۱۲ ایس تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کی دوائی کے استعمال سے بھوک بھی زیادہ ہوگئی۔ طاقت بھی زیادہ ہوگئی کمر سے درد بھی جاتی رہی جسم کے درد کو بھی بہت آرام ہے۔ میرے جسم میں خون بھی زیادہ ہو گیا۔

انیس عالم یہ دوا عجیب تاثر ہے۔ خون کی کمی۔ کمزوری سے دم پھولنا۔ چکر آنا۔ دل دھڑکنا بدن کا بے حس ہو جانا۔ کام سے نفرت۔ دماغ مضمحل۔ کمی بھوک۔ ضعف جگر۔ ضعف دماغ۔ دق۔ بے خوابی۔ بدخوابی کو دور کرکے انشاء اللہ اعضاء رئیسہ میں نئی زندگی اور نیا خون پیدا کرکے دانستہ و نادانستہ بے اعتدالیوں کا مجرب علاج ہے۔ جریان کے لئے مفید ہے۔ مستورات کے امراض میں بے حد زود اثر ثابت ہوئی ہے۔ قیمت رعایتی عہ۔ اپنی تکالیف کے لئے بذریعہ خط و کتابت ہومیوپیتھک علاج کے لئے ذیل کے پتے پر لکھیں۔ یہ دوائیں ہر مرض کی مجرب اور زود اثر ہیں پورا حال لکھئے۔

پتہ:۔ **ایم۔ ایچ احمدی۔ بیری اکبر پور۔ کان پور**

بعض پرائیویٹ قطعات اراضی قابل فروخت

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے تمام محلوں میں بعض اچھے اچھے موقع کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ مثلاً محلہ دارالعلوم میں نصرت گرلز سکول اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے درمیان جو اس وقت رعایتی شرح سے نہایت ارزاں نرخ پر فروخت ہو رہے ہیں۔ یعنی بڑی سڑک پر بجائے سے کے صرف ۱۷ فی مرلہ اور اندرون محلہ بجائے صرف ۱۴ کے صرف ۱۲ فی مرلہ۔ محلہ دارالفضل میں ریلوے روڈ پر منڈی کے قریب مسجد کے قریب تعلیم الاسلام ہائی سکول کے قریب۔ جن میں سے بعض قطعات کے چاروں طرف راستے ہیں۔ اور آبادی کے وسط میں واقع ہیں۔ تفصیلات اور ان کی قیمتیں بالمشافہ یا بذریعہ خط و کتابت دریافت کی جا سکتی ہیں۔

المشتہر:۔ **محمد احمد مولوی فاضل (پسر مولوی محمد اسمعیل صاحب) قادیان**

رجسٹرڈ عرق نور رجسٹرڈ

عرق نور۔ ضعف جگر۔ بڑھی ہوئی تلی۔ پرانا بخار۔ دائمی قبض۔ پرانی کھانسی۔ کثرت پیشاب۔ یرقان۔ ٹانگوں کا پھولنا۔ دل دھڑکنا۔ جوڑوں کے درد کو دور کرتا ہے۔ ایام ماہواری کی خرابی و درد کو دور کرکے بچہ دانی کو قابل تولید بنا کر صاحب اولاد کرتا ہے۔ وزن میں زیادتی۔ جسم میں فولادی طاقت۔ قوت مردانگی۔ سچی بھوک پیدا کرکے اپنی مقدار کے برابر صالح خون پیدا کرتا ہے۔ بانجھ پن دا اٹھرا کی لاجواب دوا ہے قیمت پوری خوراک معہ نشانہ ۵ روپیہ۔ عرق نور صرف بیماروں کے لئے مخصوص نہیں بلکہ تندرستوں کو آئندہ بیماریوں سے بچائے رکھنے کا علی الاعلان مدعی ہے قیمت فی پیکٹ بوتل عہ پیکٹ للعہ۔ بچہ گھر کا بادشاہ ہے۔ اس کی صحت آپ کے لئے باعث فخر ہے اس لئے آج سے ہی نور بال سرپ رجسٹرڈ پلائیے۔ جو کہ بخار۔ کھانسی۔ قے۔ دست۔ بدہضمی سے محفوظ رکھنے کے علاوہ ان کو موٹا تازہ۔ رنگ سرخ۔ وجیہہ اور خوبصورت بناتا ہے قیمت فی شیشی امرت نور۔ ہزار دکھ کا واحد درمان۔ فوری ضرورت کیلئے۔ قیمت فی شیشی ۔ عہ

ڈاکٹر نور بخش اینڈ سنز عرق نور۔ قادیان پہاڑ گنج دہلی

ہر جگہ چلنے والی فائدہ مند تجارت

ہمارے ولایتی۔ امریکن۔ جاپانی۔ انڈین کٹ پیس پارچہ کی تجارت قلیل سرمایہ سے ہر جگہ چلنے والی ہے بیوپاریوں کی سہولت کے لئے چھوٹی چھوٹی گانٹھیں تین سو دو سو اور یکصد روپیہ کی بھیجی جاتی ہیں۔ جن میں زنانہ مردانہ ضرورت کا ہر قسم کا پارچہ ہوتا ہے۔ موسم بہار اور موسم گرما کا تازہ مال آگیا ہے ذاتی ضرورت کیلئے پچاس روپیہ کا بنڈل منگوائیے۔ چہارم رقم ہمراہ آرڈر آنی چاہیئے۔

امریکن کمرشل کمپنی (رجسٹرڈ) بمبئی ۱۱

تریاق الامراض

مقوی اعضائے رئیسہ ہے۔ ہر قسم کے دردوں کو مثل ذات الجنب وجع المفاصل وجع الورک نقرس اور ہر ایک چوٹ کی تکلیف کو بہت جلد دور کرتا ہے ٹوٹی یا کٹی ہوئی ہڈی کو صرف تین دن میں جوڑ دیتا ہے علاوہ ازیں یہ دوا زخموں میں پیپ پیدا ہونے سے روکتی اور زخم کو بہت جلد خشک کر دیتی ہے خواہ زخم کھلا ہو یا بھیپھڑہ جگر اور امعاء کے اندرونی زخم ہوں دماغی اور مردانہ قوتوں کو پیدا کرنے میں بھی فائدہ مند ہے۔ الکہ دفعہ منگوا کر

لڑکی سے لڑکا

ایام حمل میں ۹ ہفتے تک جبکہ جنین کچی حالت میں ہوتا ہے۔ این ڈی ڈوسن صاحب ایم۔ اے۔ آر۔ سین۔ آئی وغیرہ لنڈن کی تیار کردہ مجرب و آزمودہ تین گولیاں کھلائیں۔ جراثیم نرینہ غالب اور مادینہ مغلوب ہو کر بفضل خدا لڑکا پیدا ہوگا۔ ضرورت مند فائدہ اٹھائیں۔ قیمت بڑائے نام ۵ روپیہ۔ احمدی دوستوں کو مزید رعایت ہوگی۔ قیمتی تصادیق موجود ہیں۔

المشتہر

ایم نواب الدین مینیجر محبوب اولاد نرینہ میاں محلہ بٹالہ ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

وزیر ہند نے ۲۰ فروری کو ہاؤس آف کامنز میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ چونکہ مہاراجہ الور نے کپتان ایلسن سے اس کے فرائض کی ادائیگی میں تعاون نہیں کیا تھا اس لئے اسے واپس بلالیا گیا۔ مگر اب مہاراجہ صاحب نے کپتان موصوف کو فسادزدہ علاقہ کے مکمل اختیارات دے کر سپیشل کمشنر مقرر کرلیا ہے۔ نیز مہاراجہ صاحب نے ایک برطانی افسر کو اپنا وزیراعظم مقرر کرنا منظور کرلیا ہے۔

ریاست الور کا وزیراعظم مسٹر فرانسس ویلی آئی سی۔ ایس کو مقرر کیا گیا ہے مگر وہ چونکہ اس وقت انگلستان میں ہیں۔ اس لئے ان کی آمد تک مسٹر لوتھین یہ خدمت سرانجام دینگے۔

گووندگڑھ کے فسادکے سلسلہ میں ۶ جنوری کو باغیوں کے جو سرغنے گرفتار کئے گئے تھے۔ لیکن ۲۱ فروری کی خبر ہے کہ برطانوی افواج مقیم الور کے کمانڈر اعلیٰ کے حکم سے انہیں رہا کردیا گیا ہے۔ اس نے اعلان کیا ہے۔ کہ میو قوم کی ناراضگی کو دور کرنے کے لئے ان کے رہنماؤں کی رہائی ضروری ہے۔

مقدمہ سازش لاہور کے ایک قیدی ویجے کمار سنہا نے راجمندری جیل میں بھوک ہڑتال کر رکھی ہے۔ اس کی بہن نے حکومت سے استدعا کی تھی۔ کہ اگر اس کا بھائی فوت ہو جائے۔ تو لاش اسے دی جائے۔ لیکن حکومت کی طرف سے جواب دیا گیا ہے۔ کہ ایک تازہ فیصلہ کے رو سے ان انقلاب پسندوں کی لاشیں جو جیل میں مرا کریں گے۔ ان کے ورثار کے حوالے نہیں کی جایا کریں گی۔

گورنر بنگال نے ۲۱ فروری کو دہلی میں وائسرائے ہند سے طویل ملاقات کی۔ جو نوجوانوں کو تحریک دہشت انگیزی سے روکنے کے متعلق تھی۔ گورنر صاحب موصوف کا خیال ہے۔ کہ نوجوانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رکھنے کا واحد طریق یہ ہے کہ انہیں کسی کام پر لگایا جائے۔ اور اس کے لئے صوبہ میں صنعت و حرفت کے کام جاری کرنے چاہئیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ جوٹ ٹیکس کو صوبہ کی صنعتی ترقی کے لئے خرچ کرنے کی اجازت دیدی جائے۔

مہاراجہ الور نے ۲۰ فروری کے دربار میں جو اعلان کیا۔ اس کا ایک حصہ گذشتہ پرچہ میں دیا جا چکا ہے۔ باقی یہ ہے کہ آپ نے اعلان کیا۔ کہ سکولوں میں ہندی بدستور لازمی مضمون رہیگا۔ مسلم طلبار کے لئے اردو بھی اختیاری ہوگا جن دیہات کی مساجد پر سرکاری قبضہ ہو۔ وہ درخواستیں دیں۔ کورٹ فیس کی شرح ۔/۱۴/۱۱ فی سیکڑہ کی بجائے ۷½ روپے کردی گئی ہے۔ شادی سے قبل سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے متعلق الور یونین دو ہفتوں کے اندر رپورٹ پیش کرے میونسپل کمیٹیوں پر جو کھاد ٹیکس تھا۔ اسے معاف کیا جاتا ہے ہندو بھالا ٹیکس بھی منسوخ کیا جاتا ہے ہم حکم دیتے ہیں ریاستی سکولوں میں پہلے کی طرح مذہبی تعلیم کے لئے اردو بڑھایا جائے۔ گرلز سکولوں میں مسلم لیڈی ٹیچر رکھے جائیں ہم نے مکتبوں اور مندروں میں مذہبی تعلیم کی ممانعت کبھی نہیں کی۔ فتوی کمیٹی میں ایک مفتی ضرور ہونا چاہئیے ہمیں افسوس ہے کہ راؤ گردھاری لعل وزیراعظم کو عارضی طور پر زمات سے سبکدوش ہونا پڑا ہے۔ آخر میں آپ نے اپنی رعایا سے درخواست کی۔ کہ ایجی ٹیشن کو بند کریں اور ریاست کی امداد کریں۔

لاہور چھاؤنی میں ۲۰ فروری کو پولیس نے ایک ہندو کے مکان پر چھاپہ مارا اور دیسی ساخت کے چار بم برآمد کئے۔ مالک مکان کے علاوہ تین اور سکھ گرفتار کئے گئے ہیں۔

کانگرس کے صدر مسٹر اینے کی طرف سے فیصلہ کن اعلان ہوگیا ہے۔ کہ کانگرس کا سالانہ اجلاس اسم مارچ و یکم اپریل کو کلکتہ میں منعقد ہوگا۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۲۱ فروری کو جب محکمہ ریلوے کے لئے اخراجات کا مطالبہ پیش ہوا۔ تو بعض ممبروں نے ریلوے بورڈ پر سخت نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ یہ بالکل بے فائدہ ہے۔ اسے جس قدر جلد ممکن ہو توڑ دینا چاہئیے۔

سر ہیگ نے ۲۱ فروری کو اسمبلی کے اجلاس میں ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ مقدمہ سازش میرٹھ پر حکومت ہند کا ۱۶ لاکھ ۶۷ ہزار روپیہ خرچ آیا ہے۔

امریکہ کے صدر جمہوریہ مسٹر روز ویلٹ پر گولیاں چلانے والے مسٹر زنگارا کو عدالت نے چار مختلف الزامات میں ۸۰ سال قید کی سزا دی ہے۔ جس کے بعد دیگرے شروع ہوگی ملزم نے اپنے بیان میں کہا۔ کہ میں نے یہ فعل اپنی مرضی سے کیا تھا۔ کیونکہ مجھے سرمایہ داروں سے سخت نفرت ہے۔ فیصلہ سن کر اس نے جج سے کہا بخیل مت بنو۔ مجھے پورے سو سال کی سزا دو۔

مندر پرویش بل کے سلسلہ میں پونا کے ایک سناتنی مسٹر ہرکرے نے گاندھی جی اور بعض دیگر اشخاص کے خلاف وہاں کی ایک عدالت میں درخواست دی تھی۔ کہ انہیں اس بل کو اسمبلی میں پیش کرنے اور اچھوت ادہار کے دوسرے کاموں سے روکا جائے۔ کیونکہ یہ تحریک امن عامہ کے لئے مضر ہے اب پونا کے سب جج نے یہ بل پیش کرنے والے ممبروں کو سمن بھیجا ہے۔ کہ ۲۷ فروری کو اس کی عدالت میں حاضر ہوں۔ اسی تاریخ کو یہ بل اسمبلی میں پیش ہونے والا تھا۔ نیز سب جج پونا نے ایڈووکیٹ جنرل بمبئی کو لکھا ہے کہ جب تک اس درخواست کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ اس بل کو اسمبلی میں پیش ہونے سے روکا جائے۔

ٹوکیو سے ۲۲ فروری کی خبر ہے کہ صوبہ جہول میں چینی اور جاپانی افواج میں زبردست جنگ شروع ہوگئی ہے۔ جاپانی ہوائی جہاز سخت بمباری کررہے ہیں۔ بیس ہزار جاپانی اور منچوری سپاہیوں نے چینیوں پر سخت حملہ کیا ہے نیز چینی کمانڈر انچیف کو الٹی میٹم دیا ہے کہ ۲۴ گھنٹوں کے اندر جہول خالی کردے۔ جاپان کے دفتر جنگ نے ایک اعلان کے رو سے جنگی خبروں کی اشاعت ممنوع قرار دیدی ہے۔ خطرہ ہے کہ اس جنگ کا اثر دوسرے ممالک پر بھی پڑے گا۔ اور بعض دوسری طاقتیں بھی اس میں کود پڑیں گی۔

کپورتھلہ میں ۲۲ فروری کو سکھوں نے ایک بڑا جلوس نکالا۔ بیس ہزار سے زائد سکھ اس میں شامل ہوئے۔ چونکہ وہاں کے حالات میں بھی کچھ گڑبڑ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ وہاں بھی کوئی انگریز وزیراعظم مقرر کیا جانے والا ہے۔

شنگھائی سے ۲۲ فروری کی خبر ہے کہ ایک ربڑ کے کارخانہ میں گیس کے دو پائپ پھٹ گئے۔ جس سے دو صد اشخاص فوراً ہلاک ہوگئے۔ جن میں سے صرف ۸۰ لاشیں اس وقت تک دستیاب ہوسکی ہیں۔ مجروحین کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔

معاصر لیڈر الہ آباد لکھتا ہے۔ کہ گاندھی جی کو رہا کرانے کے لئے عنقریب ایک وفد وزیر ہند کے پاس جانے والا ہے۔

وائٹ پیپر کے متعلق لندن سے ۲۲ فروری کی اطلاع مظہر ہے کہ ۲۰ مارچ کو شائع کردیا جائیگا۔ تاجائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی جو ایسٹر سے پہلے مقرر کردی جائے گی۔ حکومت کی تجاویز پر غور کرسکے۔

سرحدی سرخپوشوں کے صدر شمشاد خاں کو آغاز فروری میں تانگی کے مقام پر خلاف قانون جلسہ کرنے کی وجہ سے گرفتار کرلیا گیا تھا۔ اسسٹنٹ کمشنر چارسدہ نے ۲۲ فروری کو اسے ۳ سال قید سخت اور پانصد روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے

... نے ضیاء الاسلام پریس قادیان ... سے چھپوا کر شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی